

مفتی محمد

ہفت روزہ  
ترجمان

پریس

اسلامی اتحاد کا نقیب

کے روپیہ

اسلام لاہور

21  
28 گرم پانیوں کا مسئلہ کیا ہے؟

(قومی اتحاد بلوچستان کے سیکریٹری اطلاعات سے تازہ انٹرویو)

بے مثال تحریک کے نتائج کو غیر متوازن بنایا جا رہا ہے

(مولانا مفتی محمود کا خطاب)

چیف مارشل لا رائیڈ سٹریٹ کی تقریر پر تبصرہ

اسلام میں مسئلہ گرانی کا حل

نورانی صاحب انجام سوچ لیں؟

(مقالہ قصوف)

۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء  
شعبان ۱۴۰۰  
نمبر ۱۴۰۸



# غزلے

رودادِ غم ورنج و محن اور ہی کچھ ہے      اب صورتِ حالات چمن اور ہی کچھ ہے  
سوچوں سے ہے جھلسا نہوا احساس کا صحرا      اب شعلی شمع و سخن اور ہی کچھ ہے  
منزل پہ پہنچ کر بھی میں ٹوٹے ہوئے اعصاب      ازارِ مسافت کی تھکن اور ہی کچھ ہے  
ہونے کو تو ہر ذرب میں ہوتا ہے نشہ سا      یہ چاندنی راتوں کا ملن اور ہی کچھ ہے  
کیا کیا تھے تے قول تے عہدِ قسم میں      پر اب ترے وعدوں کا متن اور ہی کچھ ہے  
شعلہ بجو چمکا بے سرجوئے تمنا!      یہ چاند نہ سورج کی کرن اور ہی کچھ ہے

اس رت میں کھلیں مھول کہ شاخوں پہ پتھر کے  
اُس شخ کا اس بار چلن اور ہی کچھ ہے

## طُلباء کے لئے خوشخبری

محسنتانق احوال بھی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں کم شعبان سے ۲۵ رمضان تک شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع خان صاحب  
مدرسہ در دورہ تفسیر و چھائیں گے۔ یہ کافیہ تک کتابیں پڑھے ہوئے حضرات فوراً داخلہ لے لیں۔  
نوٹ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے اب تک کے فارغ  
ہونے والے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے پہلے  
فرستے میں سے اپنے اقامت کے بارہ میں ناظم مدرسہ کو مطلع کریں  
مدرسہ کے چھپنے والے کارگزاری کے شائع کرنے کا  
پروگرام ہے۔

العلن۔ ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

# ایشیائی اسلامی کانفرنس کی اپیل

سر روزہ ایشیائی اسلامی کانفرنس نے اپنے افتتاحی اجلاس میں اپیل کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں شریعت نافذ کی جائے۔ پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں قرآن پاک کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ ماہرین تعلیم نوجوان نسل میں اسلامی قدروں کو اجاگر کریں۔ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ برمی حکومت مسلمان مہاجرین کو ان کے گھروں میں آباد کرے اور لبنان و فلسطین کا صیہونی سازشوں سے تحفظ کیا جائے۔ ایشیائی اسلامی کانفرنس نے اپنی اپیل میں بین الاقوامی دنیا کی عموماً اور عالم اسلام کی خصوصاً جن اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے وہ دنیا کے سلام کے بنیادی اور اہم ترین مسائل ہیں۔ ان اہم ترین اور بنیادی مسائل کو دوسروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان مسائل کا ایک حصہ وہ ہے جن کا تعلق بین الاقوامی دنیا سے ہے اور دوسرے حصہ کا تعلق ذاتی طور پر عالم اسلام سے ہے۔

مثلاً کشمیر، فلسطین و قبرص، بیت المقدس کی داگرداری کا مسئلہ اور بری مسلمانوں کی ان کے گھروں میں آباد کاری کا مسئلہ ایسے مسائل ہیں جن میں جب تک بین الاقوامی دنیا کسی نہ لے کر یہ مسائل پر امن طور پر آسانی سے حل نہیں ہو سکتے۔ ان مسائل میں متعلقہ ذیلی تائی کو بھی نیک سیتی اور مشققت پسندی سے کام لینا ضروری ہوگا اور بین الاقوامی دنیا کا مؤثر اخلاقی و باذکی ضروری ہوگا جس کے لئے اسلامی ممالک کا اپنا اتحاد و بہت بڑی قوت و اہمیت رکھتا ہے۔ اگر اسلامی ممالک باہم دیگر آویزشوں، اختلافات اور معمولی معمولی جھگڑوں میں الجھے رہے تو اس کا منطقی نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ ہماری امن قسم کی تمام تر کوششیں لامحالہ ہو کر رہ جائیں گے جن کے ذریعے ہم دنیا کی توجہ ان اہم مسائل کی طرف دلاتے رہتے ہیں جو ہماری موت و حیات کا سوال بنی ہوئی ہیں اور محض خوش فہمی اور بلند بانگ دعوؤں کے سوا ہمارے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

مسائل کا دوسرا حصہ جن کا تعلق عالم اسلام سے ہے وہ ہے اسلامی ممالک میں شریعت کا مکمل منغلز۔ مسلمان پاک کی تعلیم لازمی قرار دینا اور نوجوان نسل میں اسلامی قدروں کو اجاگر کرنا ان مسائل کا تعلق صرف اور صرف عالم اسلام سے ہے اس لئے ان پر عمل پیرا ہونے میں آسانی دینا وہ اور مشکلات کم ہیں۔ پہلے قدم کے طور پر اگر تمام اسلامی ممالک اس اپیل کو پذیرائی دیتے ہوئے جو ایشیائی اسلامی کانفرنس نے کی ہے اپنے حصہ کے مسائل کو رو بہ عمل لے لیں تو اسے اس مہتمم بالشان کانفرنس کی صد فی صد کامیابی تصور کیا جائے گا۔

اس کانفرنس میں چیف مارشیل لارڈ مینٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے جن خیالات کا اظہار کیا ہیں شرکار کانفرنس نے خاصہ سراہا ہے۔ جنرل صاحب نے اپنے خطاب میں جن چیزوں کی طرف خصوصی توجہ شرکار کانفرنس کی دلائی اور جن چیزوں کی اہمیت و افادیت پر زور دیا وہ اسلامی نظام اور نظریہ پاکستان ہیں۔ اس سلسلہ میں جنرل صاحب اپنے اقتدار کے پہلے روز سے ہمیں اسلامی نظام اور نظریہ پاکستان کی بات کر رہے ہیں اور کوئی موقع ایسا نہیں ہوتا کہ جنرل صاحب موصوف اسلامی نظام کے نفاذ کی ضرورت اور نظریہ پاکستان کی طرف مراجعت کی بات



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر

جمعہ المبارک ۱۰ جولائی ۱۹۸۰ء سید الفہم ۵۹۸

سرپرست  
مولانا عبدالشہید انور  
مدیر

اکرام لٹریچر  
مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بذات اشتہار

سالانہ  
۴۵ — روپے

ششماہی  
۲۳ — روپے

سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے

نی پچہ

ایک روپیہ  
یکے اعلیٰ مقامات  
تعمیر اسلام پاکستان

# نورانی صاحب اسکا انجام سوچ لیں

جمیہ علماء پاکستان بالآخر پاکستان قومی اتحاد سے رخصت ہو گئی۔ ۹ جولائی کو لاہور میں جمیہ کا ایک طویل اجلاس ہوا جس میں اس نے اس تاریخ سے اور شاہی اتحاد سے نکلنے کا اعلان کر دیا جس کے پرچم تلے قوم نے بڑی عظیم جنگ لڑی تھی۔ علیحدگی کی قراردادیں کوئی خاص بات نہیں کہی گئی بلکہ وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو کئی ماہ پہلے نورانی صاحب اور ان کے رفقاء کہہ رہے تھے۔ یہ فیصلہ اپنے طویل و تنازع کے اعتبار سے جیسا کچھ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں لیکن اس اعتبار سے یہ فیصلہ اچھا بھی ہوا کہ قوم کو کئی ماہ سے جس ذہنی کشمکش کا شکار تھی اس سے قوم محفوظ ہو گئی۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد نورانی صاحب اسی شام ایک جلسہ میں تشریف لائے۔ یہ جلسہ لاہور کے ایک تعلیمی مدرسہ حزب الاحناف کا جلسہ دستار بندی تھا۔ یادش بخیر یہ مدرسہ ان لوگوں کا بنایا اور قائم کیا ہوا ہے جن کے شغف کچھ کساری دینا میں پڑ چاہے۔ اب اس مدرسہ کا جلسہ ہوا اور وہاں نورانی صاحب تقریر فرمائیں تو جو کچھ انہوں نے کہا ہو گا اس سے باہر کسی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جلسہ میں حاضری برائے نام تھی۔ اس سے "سواد انعم" کے دعوے کی تلقین کھل رہی تھی، اور پھر لطف یہ کہ اس میں سے بھی کم از کم نصف کی تعداد میں دوسری پارٹیوں کے لوگ تھے جو محض یہ سننے آئے تھے کہ قومی اتحاد سے علیحدگی کے سلسلہ میں ان کی زبان فیض ترخان سے کچھ سن سکیں لیکن اس ستم کے لوگوں کو سخت

جیت، اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ نورانی صاحب نے اس سلسلہ میں ایک لفظ تک نہیں کہا البتہ واقعہ معراج کو سامنے رکھ کر اپنے مخالفین کو انہوں نے جس بری طرح رکھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ملکی جنگ کو ہواہ جمعہ کرنا چاہتے ہیں اور پوری شدت کے ساتھ انہوں نے نام لے بغیر شہید بالاکوٹ اور اکابر علماء دیوبند پر سخت سختہ چینی اور ان سب کے خلاف وہی زبان استعمال کی جو ان کے "المحترت" سے لے کر اب تک ہر جمعہ بڑا استعمال کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نورانی صاحب نے ایک ایسا انکشاف کیا جس نے ہر سنجیدہ فکر آدمی کو چونکا دیا۔ انہوں نے اپنے اور اپنے مخالفین کے مدارس کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہمارے مدارس میں وہ لوگ پڑھتے پڑھتے ہیں جو قرآن سے ان آیات کو تلاش کرتے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف سامنے آتی ہے جبکہ دوسرے مدارس میں وہ لوگ پڑھتے پڑھتے ہیں جو قرآن سے وہ آیات تلاش کرتے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بظاہر توہین و اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔"

ہم نے جو روایات نقل کی ہیں اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ممکن ہے الفاظ میں کمی و بیشی ہو گئی ہو لیکن مطلب و مضمون کے اعتبار سے بعینہ وہی کچھ ہے جو نورانی صاحب نے ارشاد فرمایا۔

انہی دو باتوں سے یہ لفظ سن کر ہر کسی کا سکہ میں آجانا لازمی تھا کیونکہ پہلی بار عوام پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ قرآن کریم میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جن سے ذات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے (العیاذ باللہ) اس مرحلہ پر ہم نورانی صاحب کو قائد اہلسنت اور نہ معلوم کیا کچھ کہنے سننے والے حضرات کو توجہ دلائیں گے کہ نورانی صاحب جو کچھ کہنا صحیح کہا اور کیا آپ سب حضرات کا یہی عقیدہ دایما ہے کہ قرآن کریم میں ایسی آیات ہیں، اگر آپ سب کا یہی عقیدہ ہے تو پھر بائبل شامیہ سلامت لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ نورانی صاحب نے یہ سب کچھ خوش خطابت میں فرمایا اور یقیناً غلط فرمایا، تو پھر آپ کو اپنے قائد اہلسنت سے توجہ و معافی کا مطالبہ کرنا چاہیے ورنہ یہ "قائد" آپ کو لے ڈوبے گا۔

ہمارا ملک جس نازک صورت حال سے دوچار ہے اس کے پیش نظر ہم بڑی دلسوزی کے ساتھ نورانی صاحب اور ان کے رفقاء سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ملکی اختلاف کی آگ بجڑکانے سے اجتناب کریں آپ کے وٹیرے ایک حدی سے زائد عرصہ تک اس "کار بے خیر" میں مشغول رہے جس سے ملت کے جمہوری تہذیب کو فائدہ پہنچا اور ملت اپنے مفاد کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکی۔ آج جبکہ لادینیت، لہجہ اور کمینوزم کا سیلاب تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ کو اپنے جنرل سیکرٹری



# گرم پانیوں کا مسئلہ کیا ہے؟

## ساحل مکران کی بین الاقوامی اہمیت

اگر ہم محمد عربی کے لائے ہوئے نظام پر عمل پیرا بنیں تو ماسکو و واشنگٹن مل کر بھی پاکستان کے اندر فنی معطل میں خلت نہیں کر سکتے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بَلَدِيَّتَانِ كَيْ جَوَانِ سَالِ رَهْمًا قَافِظَ مُسْلِمِينَ اَبَدًا  
سے بلوچستان کے مالدار ————— پر اپنی تاسف افسانہ لکھیں



حافظ حسین احمد جمعیت علماء اسلام بوجپان کے ناظم نشر و اشاعت ہیں اور قومی اتحاد بوجپان نے بھی آپ کو صوبائی نشر و اشاعت کی سیکرٹری شپ کا عہدہ دیا جنہیں آپ انتہائی محنت و لگن سے بہ احسن طریق چلا رہے ہیں۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب صدر بھی رہے ہیں۔ تھوڑی سی عمر میں آپ نے ترقی کی کئی منزلیں طے کیں۔ آپ کی رائے اور سوچ ملک کے لحاظ سے کہیں زیادہ بچتہ گہری اور روزنی ہوتی ہے اور آپ کا سیاسی حالات کا بخیر یہ حقیقت پسندانہ ہوتا ہے اور آپ کی آزاد کوئی مواقع پر جمعیت کے پرانے اور تجربہ کار رہنماؤں نے سراہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بوجپان میں جمعیت اور پی۔ این۔ اے کے سب سے کم عمر صوبائی عہدے دار ہیں۔

حافظ حسین احمد کے والد گرامی حضرت مولانا عرص محمد رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہ تھے آپ نے بوجپان میں اسلامی اقتدار کی کجانی اور صوبہ سے جہالت و سرداری نظام کے ختم و نابود جدوجہد کی وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جانے لگی۔ آج صوبہ بھر میں دینی مدارس کا جوال پھیلا ہوا ہے یہ آپ ہی کی محنت کا ثمر ہے۔ حضرت مولانا عرض محمد حضرت مولانا کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ آپ ۱۹۳۵ء میں

دیوبند سے تعلیم حاصل کر کے کوئٹہ واپس تشریف لائے تو شردی میں اپنے آبائی گاؤں پڑھنے لکے۔ مستونگ میں ایک مدرسہ کا اجراء کیا۔ آج یہ دینی ادارہ بوجپان کی مستند اور عظیم درگاہ تسلیم کی جاتی ہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ زینہ اولاد صرف حافظ حسین احمد ہی ہیں۔

حافظ صاحب نے دورہ حدیث تک تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ والد صاحب سے علوم و سنن اور سیاست کے رموز میں آگاہی حاصل کی اور جب علمی طور پر صوبہ کی سیاست میں اس نوجوان نے حصہ لیا تو بڑے بڑے کھل گئے پرانے اور بجاویری صوبائی سیاستدان گشت بند رہ گئے۔

میں اپنے دورہ بوجپان میں جوئے جمعیت علماء اسلام کے صوبائی عہدیداروں سے انٹرویو کا پروگرام رکھتا تھا ان میں حافظ صاحب بھی تھے۔ میں نے انٹرویو کی اس نشست میں سب سے پہلا سوال جمعیت میں شمولیت کے سلسلہ میں کر دیا۔

سے :- کیا آپ نے جمعیت میں شمولیت سوچ سمجھ کر کی تھی یا اپنے خاندانی تعلق کی وجہ سے جمعیت میں آئے۔

جواب :- دراصل والد محترم صوبہ میں جمعیت کے روح رواں اور بانیوں میں سے ہیں۔ ان کی محبت اور تربیت کی وجہ سے میرا جہان نکلا ہے اسی طرف ہو سکتا تھا، لیکن میں جمعیت علماء اسلام کا مرکزی عہدے دار تھا اور یہ عہدہ بھی میرے پاس کچھ اور عہدہ رہ سکتا تھا لیکن میں نے حالات کا مغور جائزہ لیا اور آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ جمعیت علماء اسلام میں میری زیادہ مزدورت ہے۔ پھر صوبائی جمعیت کے انتخابات میں ۱۹۷۶ء میں مجھے صوبہ کا ناظم نشر و اشاعت منتخب کیا۔ میں ذہنی طور پر اس کے لئے بالکل تیار تھا کیونکہ میں صرف ایک کارکن کے طور پر خدمات سرانجام دینا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انتخابی میٹنگ میں میرا نام اس عہدہ کے لئے پیش کیا گیا تو میں نے اس پر اعتراض کیا، لیکن بزرگوں کے اصرار پر میں یہ ذمہ داران اٹھانے پر تیار ہو گیا اور میں نے اپنی تمام صلاحیتوں سے اس عہدہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہونے کی کوشش کی ہے۔

سے :- بوجپان میں مختلف سیاسی جماعتوں کی پذیرش اور مقبولیت کی کیا صورت حال ہے؟

ج :- الطاف بھائی، سیاسی جماعتوں

کی مقبولیت کا پیمانہ انتخابات ہوا کرتے ہیں۔  
۱۹۷۰ء کے انتخابات کو اگر مرنر لکھا جائے  
تو جمعیت علماء اسلام کی پوزیشن دوسرے  
میز پر تھی۔ اس کے بعد اب تک الیکشن ہی  
نہیں ہوئے۔ یہ درست ہے کہ اس وقت نیپ  
پہلے مرنر پر آئی تھی لیکن جمعیت کا صوبائی سطح پر  
یہ پہلا الیکشن تھا اور تنظیم اور وسائل کے لحاظ  
سے بھی ہم بالکل پسماندہ تھے۔ لیکن اب اگر  
میں یہ کہوں کہ جمعیت علماء اسلام کی پوزیشن پہلے  
میز پر ہے تو بات نہیں بنتی۔ وقت بتانے کا  
کہ اب علما کس کے ساتھ ہیں۔

۱۹۷۰ء میں بھی ہماری جماعت کے کالم  
نیپ سے ہر نشست پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔  
حالانکہ اکثر پولنگ شیٹوں پر ہمارے نمائندے  
بھی موجود نہ تھے اور عورتوں کے ہجوم پر تو  
توجہ بھی نہ دے سکے تھے۔ اس کے باوجود  
کئی نشستوں پر ہم صرف سینکڑوں دلوں  
ہارے۔

سلسلہ :- میرا مطلب ہے کہ صوبہ میں پیلز پارٹی اور دیگر جماعتوں کا بھی وجود رہے ؟  
ج :- جہاں تک پیلز پارٹی کے وجود کا تعلق ہے تو ہمارے باشندے عوام نے مجھ کو مجبور ٹے اور کمزور کے مفردوں کا اثر قبول نہ کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس صوبہ میں پی ۔ پی ۔ پی کے اثر و نفوذ بھی ایک بھی میٹ نہ لے سکی جموخت پنجاب اور سندھ میں مجھ کے حق میں سیلا آیا ہوا تھا قیوم خان کی جماعت نے مجھ کو لڑی قبول کر لی اور انہوں نے بھی مجھ کو ہر ظلم میں اس کا ساتھ دیا۔ اس طرح ان حضرات کی جماعتوں کا وجود بلوچستان کی سرزمین پر تو یقیناً بلوچستان میں صرف دو جماعتیں جمعیت علماء اسلام اور این ۔ ڈی ۔ پی (اگر کالعدم نیپ کے سربراہ بھی ساتھ رہیں) صوبہ بھر میں اپنی مضبوط جڑیں رکھتی ہیں۔

۶ :- بلوچستان میں جمعیت اور این -  
ڈی - پی کو قوت پنا سادی صورتوں میں ،  
کیا یہ قومی اتحاد کے صحتہ ہوا تھا ؟  
۷ :- برادر م : جو لوگ ایسی باتیں کرتے

میں وہ یقیناً جمعیت کی پوزیشن سے لاعلمی کی وجہ سے کہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ تو ان مشقوں سے بھی زیادہ کا تھا لیکن اتحاد کا تقاضہ یہی تھا کہ ہم ان پر اکتفا کرتے اور صوبہ کی بڑی دوسری جبری جماعت نے ہمیں سادہ نشستیں دے کر ہماری پوزیشن تسلیم کی تھی۔

سے :- جمعیت اور این۔ ڈی۔ پی میں  
شخصوں کی تقسیم ہن ہکا سا اختلاف ہوا تھا  
اس کی وجہ کیا تھی ؟

۳۔ - ممبر بومستان قومیت کے لحاظ سے دو علاقوں پر مشتمل ہے۔ بلوچ اور اوشٹین (پٹھان)۔ ۱۹۷۹ء کے انتخاب کے مطابق بلوچ علاقہ میں کا اعدام نیپ کا مقابلہ حریف جمعیت سے تھا اور اب بھی ان علاقوں میں این۔ آر۔ ڈی۔ پی اور جمعیت دو دو ہی جماعتیں ہیں لیکن جمعیت کی پوزیشن ان علاقوں میں ۱۹۷۰ء سے بہت بہتر ہے۔ اس طرح ان علاقوں میں تیسری ٹوٹر کوئی جماعت نہیں ہے۔

دوسرا علامہ شبوتون ہے جہاں پر این۔  
ڈی۔ پی۔ جمعیت اور شبوتون خواہ (محمد رضا خان علی)  
تین جماعتیں در مقابل ہیں۔ اگرچہ شبوتون خواہ  
کی ورزشیں زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

اس طرح این۔ ڈی۔ پی نے اپنی تمام نشیں (ایک سیٹ کے علاوہ) بیوچ ایریا سے لیں، اس طرح ان کے امیدواران کی حیثیت بلا مقابلہ سمجھے ہوئے امیدواران کی سی ہو گئی اور ہر دہری طرف جغیہ کو زیادہ نشیں پشتوں ایریا سے دی گئیں اور ان علاقوں میں جغیہ کو سخت مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح این۔ ڈی۔ پی نے امتحانی کم نمبر سے والی نشیں حاصل کر لیں۔ بہار مطابق یہ تھا کہ جبکہ جغیہ کی پوزیشن دو علاقوں میں یکساں ہے تو کیوں نہ دونوں جماعتوں کو ان علاقوں میں سے سادی کوٹ سے۔ لیکن ہمارے مد نظر اتحاد کو استحکام پہنچانا جائز کوٹ سے زیادہ اہم تھا اس لئے ہم خاموش رہے کیونکہ نشیں ثانوی حیثیت رکھتی تھیں اور اتحاد میں اہمیت کا حامل تھا۔

سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گزشتہ چوبیس سال  
میں مجبہ کی پوزیشن کافی مضبوط ہوئی۔ کیا آپ  
اس کی کچھ گھنٹوں وجوہات بتا سکتے ہیں؟  
ج: ہمارا یہ دعوے خام نیلیا پر  
مبنی نہیں ہے اس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں میں بہت سے تجربات ہوئے۔ ہمارا صوبائی سطح پر پیپسلا الیکشن تھا۔ اسی لئے میں ہماری تنظیم کی صورت کا اندازہ ہوا۔ ہمارے قائدین اس نتیجے پر پہنچے کہ تنظیم پر خاص ترجیح دی جائے اور پھر ہم نے سفروں سے لے کر چھوٹی چھوٹی سبیتوں تک از سر نو تنظیم کی۔

اسی طرح جب حضرت مولانا مفتی محمد رضا صاحب رحمہ اللہ کے وزیر اعلیٰ بنے تو انہوں نے اپنے فرائض کے عین عرصہ میں انتہائی اہم کام کیے جن سے ان کا کام بڑھ گیا۔ اسی کے اثرات سے ان کا عرصہ چھوڑنا پر بھی مرتب ہوئے اور لوگوں کی توجہ جمعیت کی طرف مبذول ہوئی اور بہت سے لوگ جمعیت آئے۔

اسی طرح جب سپلیز پارٹی نے نیپ جمعیت کی حکومت ختم کر کے نیپ کو کالعدم قرار دے دیا تو کیونکہ صوبہ میں صرف دو موثر جماعتیں تھیں ایک کے کالعدم قرار دیئے جانے کے بعد عرف جمعیت ہی میدان میں رہ گئی۔ انٹیلیس ناساعد حالات میں بھی جمعیت نے ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کئے رکھا۔ عوام کے دل کی آواز کو مختلف انداز سے جعلی حکومت کے گوش گزار کیا جاتا رہا خواہ اس کے لئے ہیں اپنے مایہ ناز رہنما مولانا شمس الدین شمیم کا اندازہ ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑا۔ ان تمام لوگوں کا عوام پر غوث گوارا اثر پڑا۔

صوبہ کے عوام سرداروں کے مختلف ٹیکسوں سے پیسے ہوئے تھے۔ جمعیت نے موثر انداز سے ان کو سرداری نظام کے نقصانات بتائے اور کافی حد تک ان کو ان کے جنگل سے نکالنے کی راہ ہموار کی۔ بے جا سرداری ٹیکسوں کے خلاف آواز بلند کی اس طرح وہ لوگ بھی ہماری طرف آگئے جو سرداروں کا اناساب کچھ سمجھتے تھے۔

آخری اور اہم وجہ یہ ہے کہ جمعیت علماء اسلام کی پالیسی معتدل سے ساتھ ہی مولانا مفتی محمود مدظلہ کے بطور صدر پاکستان قومی اتحاد قوم کی صحیح رہنمائی کی۔ آپ کی ذات گرامی ہر قسم کے لاپرواہی اور غلط فہمی سے متاثر ہوئے والی ہیں۔ یہ وہ بھی بوسپستان میں جمعیت کی سبھوٹی ہیں مؤثر ثابت ہوئی

میں :- ہم آپ کے خیال میں مولانا شمس الدین شہید کے قتل کی ذریعہ وجوہات کیا ہیں ؟

ج :- صوبہ بوسپستان میں بھٹو کے اکثر مد مقابل (کالعدم نیپ کے سردار) اپنی قابل اور سرداری حیثیت بھی رکھتے تھے لیکن مولانا شمس الدین شہید نہ ہی سردار تھے اور نہ ہی کسی جیسے اور پرانے پیر کے صاحبزادے بولنا خالصتاً عوامی حمایت کے بن بوتے پر ابھرتے تھے۔ آپ کی پشت پر جمعیت علماء اسلام جیسی جانت تھی۔ بھٹو جیسے طاقتور انسان کے لئے وہ لیڈر زیارہ خٹناک تھا جس کی جڑیں عوام میں ہوں۔ پھر ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں تیمور شاہ کوٹلی جیسے سردار اور خاندانی طور پر نام نہاد مضبوط سیاسی شخصیت کی پہلی دفعہ الیکشن میں حصہ لینے والے شخص کا نمائندہ ایک بنیاد پرانی اصول کے پرست سیاست دانوں اور بھٹو کے درمیان میں ڈال دیے گئے لئے کافی تھا۔ یہ پس منظر تھا جسے کہہ کر بولنا رہنا آگے بڑھا پھر یہ شخص نہ بگا اور نہ بھگا۔

تو ایک ختم نبوت میں جس طرح مولانا نے وضع ثواب کو کٹر دل کیا کہ وہاں کی اختیاریہ بھی پاس کرے دوسری جگہ جاسکتی تھی۔ یہ تمام چیزیں بھٹو کے لئے غور و فکر کی تھیں۔ پچھلے اس نے مولانا کو کٹھن لانے کے لئے ہر قسم کے لاپرواہی کا حربہ استعمال کیا۔ جب وہ اس میں ناکام رہا تو پھر اس نے دوسرا ہتھکنڈہ استعمال کیا۔ اس کے علاوہ مولانا کے شہادت کی فوری وجہ ان کا دورہ پنجاب بنام میں انہوں نے بھٹو جیسے ظالم کو بائگ دل بکا لائے اس کے ظلم و تشدد پر مخالفت مقامات پر رشہ پھینک دی۔ بھٹو نے محسوس کر لیا کہ اس شخص کے ہوتے ہوئے نہ صرف بوسپستان پی پی پی کی عملی حکومت مستحکم ہو سکتی ہے اور پنجاب میں بھی مقبول

ہوتے دیکھ کر بھگدا۔ چنا اور پھر دوسرے بعد آپ کو شہید کر دیا گیا۔

۲ :- بوسپستان میں فکری کا روزہ کی قسم کا ہے ؟

ج :- امر شاہی کا بارخ درست کرنے دے منتخب عوامی مائندے ہوتے ہیں۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ بھٹو کے دور میں بھی جب جم متحدہ ہے تو امر شاہی ہمارے سامنے حجاب لگتی لیکن اب امر شاہی پھر اپنے اصلی کردار کی طرف لوٹ گئی۔ غیر ارسل لاہ کام کو غلط انداز و شمار میں کے رہا ہے یہ اسے نعو کا بیڈ کیا رہا ہے۔ دراصل یہ حریفہ موجودہ سکام کو ناکام بنانے کے لئے اپنا یا گیا ہے اور اس سلسلہ میں دھکا دینا کامیاب ہے ہی اور عوام موجودہ سکام سے کافی بھڑک رہے ہیں۔ میری رائے میں اس سے ہی عوامی مائندوں کا بھی تصور ہے۔ یہ بھی ارسل لاہ کام سے مل کر صحیح صورتحال سے آگاہ نہیں کر رہے اور پھر لاہ رہے کہ ساتھ مراعات یافتہ طبقہ امر شاہی سے مل کر عوام کو گمراہ کر رہا ہے۔

۳ :- کیا آپ بھی انقلاب افغانستان کے بوسپستان پر اثرات سے متاثر ہیں ؟

ج :- افغان صاحب ان اثرات کی بات تو ہے پاکستان پر کردہ بات دراصل یہ ہے کہ اگر یہ ملک اسی نظریہ پر جس کی خاطر ناخدا مل پیرا ہوتا تو ہمیں کسی قسم کے اثرات و خطرات کا خدشہ نہیں۔ ہم نے اس انقلاب پر جسے امیر غریب کا فرق ٹا دیا تھا مل پیرا نہ ہونے تو ہم افغانستان کے عوام سے بالاتر نہیں ہو سکتے اسلام سے روگردانی کی سزا میں بھی انقلاب افغانستان کی صورت میں مل سکتی ہے اور اگر ہم محمد زبور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نظام پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر ماسکو اور واشنگٹن لکھی ہمارے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دے سکتے۔ ۴ :- ”عظیم پختونستان“ اور ”عظیم بوسپستان“ کی اصطلاحات کی کیا حیثیت ہے اور ان کا حقائق سے کیا تعلق ہے ؟

ج :- جہاں تک ان اصطلاحات

کا تعلق ہے تو اثرات و محنت ذرا سے ان کا مطلب یوں دیا جاتا رہے کہ عظیم پختونستان جو سرحد اور بوسپستان کے پختون علاقوں پر مبنی ہے۔ ساتھ افغانستان کے بھی پختون علاقوں پر مشتمل ایک ریاست STATE کا تصور دیا جاتا رہا ہے۔ اور اسی طرح عظیم بوسپستان سے اصطلاحات پر مشتمل ایک ریاست STATE لی جاتی ہے۔ جو بوسپستان، ایران (مشہد، زامدان) عراق کے بلوچ علاقے اور پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان تک علاقہ کشمیر کا دیا جاتا ہے۔ ان تمام جگہوں پر بلوچ عوام کی اکثریت ہے۔ اسے یہ تصور اتی طور پر ”عظیم بوسپستان“ کی تخیلی ریاست کہتے ہیں۔

لیکن یہ تمام نقشے بقدراتی مضبوطی کاغذی حد تک محدود ہیں چند مخصوص مسئلوں وقتاً فوقتاً اس کا منفرہ لگا کر اپنے لئے سامان تفتیش حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک دلی خان اور ان کے گرد بکا پختونستان سٹریٹ سے تعلق کا ہے اور افغانستان سے اسی پختونستان کی پشت پناہی کا مسئلہ ہے یہ تو دلی خان اسے داخلی طور پر نام کا مسئلہ قرار دے چکے ہیں یہاں تک کہ نیپ جمعیت کے نواب کے دور حکومت میں اس نام کے مسئلہ کو بھی نہیں چھیڑا گیا۔

۵ :- ایک طالب علم تنظیم O.S.O کی ملک دشمنی اور اسلام مخالفت منفرہ بازی کا کیا مسئلہ ہے ؟

ج :- بوسپستان کے سکول بکالوں میں ایک طلبہ تنظیم بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ہے۔ گذشتہ دنوں انہوں نے حضار میں ایک جلوس نکالا اور اس میں سلام مردہ باد اور امریت کے تین نشان - منیا، مسقی دلی خان کے نعشے لگائے۔ یہ طلبہ اپنے آپ کو ترقی پسند نیشنلسٹ سوشلسٹ کہلاتے ہیں۔ شرع میں ان کا کالعدم نیپ سے تعلق منقرض ہوتا تھا لیکن آج یہ اپنے - دے - دے کے بھی خلاف ہیں۔ انہیں رجعت پسند اور مفاد پرست گردانتے ہیں اپنا تعلق ایک بڑی طاقت سے جوڑنے میں بھی محظ



محسوس کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں انہوں نے اسلامی  
ذہن کی طبائہ تنظیم جمعیۃ طبایہ اسلام کے کامیاب  
کنفرنس کے بعد اپنی مخالفت کا رخ اس طرف  
مڑ دیا۔ اس تنظیم ہے متعلق طبائہ کو دھمکیاں دی  
گئیں۔ میں حکومت اور والدین سے انکو بے راہروی  
اور غلط راستے پر چل نکلنے سے روکنے کے سلسلہ  
میں توجہ دینے جانے پر زور دیتا ہوں۔

اس کے بعد میں نے اپنی گفتگو کا رخ انسانی  
اہم موضوعات کی طرف مڑ دیا۔

سے حافظ صاحب: یہ گرم پانیوں کا  
کیا سلسلہ ہے؟

ج: بھائی! اس سلسلہ میں ہمیں  
بلوچستان کی جغرافیائی مثبت کاجائزہ لینا ہوگا  
بلوچستان ایک سپہاندہ علاقہ ہونے کے باوجود  
بڑی طاقتوں کی نظروں میں کیوں ہے اس کی  
وجہ معدنیات کے ذخائر کے علاوہ اس کی جغرافیائی  
اہمیت ہی ہے۔ بلوچستان کے علاوہ مکران  
ایسا اصلی علاقہ ہے یہاں بحیرہ ہند کا سمندری  
حصہ واقع ہے وہاں تمام سال جہاز رانی ہو سکتی  
ہے۔ یہاں سمندری پانی سردیوں میں ناقابل  
استعمال نہیں ہے بلکہ تمام سال یہ پانی قابل  
استعمال ہے۔ اس لئے اس ساحل کو گرم پانیوں  
کا سمندر کہا جاتا ہے۔ ایران اور افغانستان  
کے پاس بھی کوئی ایسی بندرگاہ نہیں جو اسے  
بحیرہ ہند سے ملائے اور بڑی طاقتیں اسے  
اس لئے اہمیت دیتی ہے کہ ضیغ عربی  
(السلطۃ العربیۃ) کی تمام ریاستیں ساحل  
مکران کی سیدہ معدنی پٹی پر واقع ہیں۔ اور یہاں  
سے دو بڑی حکومتیں اسقط۔ عمان۔ ابوظہبی  
سعودی عرب جیسے اہم ممالک واقع ہیں تو  
دوسری طرف بلوچستان کے ذریعے افغانستان  
اور ایران کی سرحدات ملتی ہوئی ہیں۔ ان جغرافیائی  
اہمیت کی وجہ سے بار بار اس ساحل کا ذکر  
کرتا ہے۔ بڑی طاقتیں اس ساحل کو ایشیا  
کے دفاع کے لئے بہت اہم سمجھتی ہیں اور بعض  
اوقات اس پر لچائی ہوئی نظر بھی ڈالتی ہیں۔  
سے بلوچستان معدنیات ذخائر سے  
مالا مال تقویر کیا جاتا ہے لیکن اب تک

خام خزاہ معدنیات سے استفادہ حاصل نہیں کیا  
جاسکا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: یہ بالکل درست ہے کہ بلوچستان  
کی معدنیات سے اس حد تک استفادہ  
حاصل نہیں کیا جاسکا جس کی عوام توقع رکھتے  
ہیں اور بعض اوقات ان میں غلط فہمیاں بھی ہوئی  
ہیں کہ بلوچستان میں تیل کے ذخائر موجود ہونے  
کے باوجود اب تک نکالے کیوں نہ سکے۔ کیا  
ہم اپنی سرزمین سے معدنیات اور خصوصاً تیل  
نکالنے میں مجبور ہیں۔ کیا تفتان سے تیل نکال  
ینے سے کسی اور کے ذخائر پر ان پڑتا ہے  
اس سلسلہ میں حکومت عوام کو اعتماد میں لے کر  
اچانک تیل نکل آنے کی خوشخبری اور چند ماہ  
بعد اس سلسلہ میں اس کے برعکس خبروں سے  
عوام میں ایسی پھیل چکی ہے۔

سے کیا آپ نے صوبائی سطح پر مولانا  
شمس الدین شہید کے سلسلہ کو دوبارہ اٹھایا؟  
جواب: ۱۳ مارچ ۱۹۷۸ء میں بلوچستان  
شمس الدین شہید کی پوچھتی برسی تھی۔ میں نے  
اس سلسلہ میں ترجمان اسلام لاہور کے لئے  
ایک ڈرامی بھی اور اس سلسلہ میں موجود چوک  
کی سردہری کا بھی رونا دھنا۔ یہ ڈرامی ارشل  
کی نظر سے گذری تو جنرل غلام محمد ایڈمنسٹریٹر  
بلوچستان (اب سابقہ) نے بعض ضمیمے بھیجے  
بلایا اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ میں نے بھی کئی  
کھلی باتیں کیں۔ اس سلسلہ میں مختلف پروف  
اور دیگر طریقوں سے مولانا کے قاتلوں کے  
شناختی کی۔ پھر انہوں نے کہا کہ مولانا کے  
والد سے مل کر اور وہاں سے پرسوں کی ابتدائی  
تفتیشیں نہیں لاکر دے دیں۔ میں خود شرواب  
گیا۔ مولانا کے والد نے کہا کہ ہم نے اپنے طور  
F.I.R درج نہیں کرائی۔ یہاں پر انہوں  
نے اپنے (سابقہ حکومت) طور پر کارروائی  
کی تھی۔ ہمیں ان سے کسی انصاف کی توقع نہیں  
تھی کیونکہ قاتل تو یہ خود تھے۔ پھر ان سے ہی  
انصاف کی توقع رکھنا عجیب سا لگتا تھا نیز  
یہ سلسلہ اسی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور  
اب ہم اپنے اسی مطالبہ پر زور دیتے ہیں کہ

یہ سلسلہ غور سے کو اپنے ماتحت میں لے کر حل کرنا  
چاہیے۔ کسے نہیں پتہ کہ مولانا کا قاتل شاہ وزیر  
اب بھی کھلا کھمرا ہے۔

سے: موصوبہ بلوچستان میں انصاف کی  
کیا رفتار ہے۔ کیا یہاں کچھ لوگ اس کی گرفت  
میں آئے ہیں۔

ج: دراصل انصاف کی صورتحال  
بڑی مشکل ہے۔ فیصلوں کے بعد سامنے آئے گی۔  
لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جن افراد کے کس  
طرز میں میں زیر سماعت ہیں وہ کتنے دہائے  
اسلام آباد تشریف لے جاتے ہیں۔ جنرل ضیاء  
تک سے ملاقات کرتے ہیں بلکان میں سے بعض  
لوگوں کو تو سی۔ ایم۔ ایل۔ نے نے خاص طور  
پر دعوت نامے بھیج کر بلایا۔ یہ کیا تک ہے کہ نا  
مکومت کے مراعات یافتہ طبقہ اور عوام کے  
جان و مال کے دشمن لوگ آج بھی سرخ رو دھو رہے  
ہیں۔ گزشتہ دنوں جنرل ضیاء سردار عثمان جو کوئی  
کی دعوت پر ان کی رہائش پر تشریف لارہے تھے  
پر درگرم کسی وجہ سے متوی ہو گیا اور ان کے  
خوش بختی ریشائی۔ سردار دودھ خان تاج محمد  
جمالی۔ تیمور شاہ۔ سردار عثمان کس۔ عوام دوستی  
قربت سے مرزا کیا جا رہا ہے۔ اس سے  
موجودہ حکومت سے بھی عوام کے دلوں میں  
شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔  
میں نے اپنا آخری سوال سیاسی سرگرمیوں  
پر پابندیوں اور کچھ جماعتوں پر مزید ایڈٹ کے  
نتائج کے سلسلہ میں کر دیا۔

سے: حافظ صاحب! آپ کے خیال  
میں سیاسی عمل پر پابندی کے کیا نتائج ہو سکتے  
ہیں اور ارشل لاء حکام کی کچھ جماعتوں پر لاندہ  
انکیشن میں حصہ لینے پر پابندی لگا دینے  
کے سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: جمہوری عمل کے بغیر کوئی معائنہ بھی  
نشود نما نہیں پاسکتا ہے اور مسائل کے صحیح  
حل کے لئے منتخب نمائندے ہی کارآمد ثابت  
ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب تو اکثر برسی میں انکیشن  
پر زور دے رہے تھے کیونکہ سیاستدان انتخابات  
اور جمہوری عمل کے آزادی کی حمایت کے بغیر نہیں  
باقی صفحہ پر



گریز کیا۔ ہم نے تمام فیصلے ملی اور قومی مفادات کو بے رحمی سے رکھ کر کئے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ہم نے وزارتوں کو قبول نہیں کیا اور ایسی مشروطہ گامیں جن سے جمہوری اقتدار کا تحفظ ہو۔ انتخابات جلدی ہوں اور مارشل لا ختم ہو یا اس کے اثرات کو کم سے کم کیا جائے۔ ہم نے قومی حکومت کے باوجود اور یا بغیر ہونے کی جو شرط پیش کی تھی اس سے بھی توفیق ملی کہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ مسئلہ تین ماہ سے ٹھک رہا تھا۔

دنیا کی کوئی بھی جمہوری پارٹی نوجبی اقتدار کے سایہ میں شرکت کو پسند نہیں کرتی۔ ہم تو صرف ملک کے وسیع تر مفاد کے لئے مذاکرات کر رہے تھے۔ ہماری شرائط نہایت معقول تھیں ہم نے جنرل صاحب کو دفاتی حکومت کا سربراہ بنانا تسلیم کر لیا تھا اور اس کی ضرورت بھی تھی مگر ہم صوبوں میں کسی جنرل کو یہ اختیار دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اس لئے کہ ہم مارشل لا کو کسی نہ کسی درجے میں کم کرنا چاہتے تھے۔ بلا ضرورت مارشل لا نہ ملک کے لئے مفید ہے اور نہ ملت اور قوم کے لئے۔

ہم ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر موجودہ حکومت کی غلطیاں بھی اپنے کھاتے میں ڈالنے کے لئے تیار تھے مگر اصولوں کو کمر لٹھڑا کر اندر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

## غلامی کا مسئلہ

جنرل صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ بوڑھیا نظریہ پاکستان پر یقین نہیں رکھتیں، انہیں سیاست میں حصہ نہیں لینے دیا جائے گا۔ پاکستان میں کوئی پارٹی ایسی نہیں جو پاکستان اور اسلام کے لئے غصے نہ ہو سوائے سپیلز پارٹی کے۔ یہ غلامی اور وفاداری کا مسئلہ اب ختم ہو جانا چاہیے۔ پاکستان قومی اتحاد میں شامل تمام جماعتیں محب وطن بھی ہیں اور اسلام کے نظام عدل و مساوی کے نفاذ کی خواہاں بھی ہیں۔ اگر اتحاد کو کمزور کرنے کی سازش نہ کی جاتی

تو ہم انتشار کا شکار نہ ہوتے۔ اتنی بڑی تحریکیں تاج کو بری حلق پامال کیا جا رہے ہیں، غیر موثر بنایا جا رہا ہے۔ اگر جنرل صاحب اپنے وعدہ کے مطابق ۱۸ اکتوبر کو انتخابات کر دیتے تو اقتدار منتقل بھی ہو چکا ہوتا اور پاکستان ترقی بھی کرتا۔ جب تک سمت متعین نہ ہو تاج صبح برآمد نہیں ہوں گے۔

پاکستان بنیادی اس لئے ہے کہ مسلمان قرآن و سنت کے مطابق نظام زندگی کو پائیں۔ اسلام سے متعلق جو باتیں جنرل صاحب نے کی ہیں جس عزم کا اظہار کیا ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں مگر احتیاط اور عمل کی ضرورت ہے۔

## ضروری وضاحت

ایک اخبار نے جو صغیر کے عظیم مفکر ابو نعیم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں جو مضمون شائع کیا ہے اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ اتنے بڑے جید عالم دین اور فاضل کے بارے میں کچھ اچھا نہ سخت قابلِ مذمت ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے علم و فضل کا اعتراف دنیا بھر کے مفکروں اور عالموں نے کیا ہے۔ گذشتہ پانچ صدیوں میں ان کا جڑا عالم دین اور پیدا نہیں ہوا۔ ان کی دنیا کے اجداد متعصب ہندو مت کے خلاف کے خواہ سے غلط اور بے بنیاد الزامات لگانا یا بے بنیاد الزامات لگانا غیر انسانی اور غیر اخلاقی فعل ہے۔

## ضلع ملتان کے رہنماؤں کا احتجاج

ضلع ملتان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر سید خورشید عباسی اور ذیلی ناظم مولانا عبد القادر قاسمی، ملتان شہر کے امیر حاجی مفتوحہ ناظم مولوی نور عالم قریشی، سرپرست ساجی ہدایت اللہ ناظم شیخ محمد یعقوب اور راجہ خدابخش نے بھی ایسی توہین آمیز مضمون کی اشاعت پر شدید احتجاج کیا ہے۔

ملتان میں کہا گیا ہے کہ جو ٹٹے بے بنیاد اور غیر اخلاقی الزامات لگانے سے مسلمانوں کو سخت دکھ ہوا ہے۔ مولانا کی کرامتیں

اب پاکستان کی قوت میں کیا اضافہ ہوگا کہ اس ہندو نے بار بار اس دکھ کا اظہار کیا اور زیرِ قبضے نے بعد درکار گیس کے صدر کی میزبانی سے مولانا کا کردار ایک متعصب مسلمان کا کردار ہے۔ اس شہادت کے بعد تو تمام غلط فہمیوں کا زہر مٹ جاتا ہے جب دشمن نے بھی تسلیم کر لیا کہ مولانا مسلمانوں کے حقوق کے لئے جنگ لڑتے رہے۔ اسی جنگ کا ایک حصہ پاکستان ہے۔ مولانا تقسیم کے بعد کراچی آئے تو انہوں نے قائد اعظم کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔ اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ مولانا خود انہی سے اختلافات کو قبول کئے تھے اور قوم کو بھی یہ بتانا چاہا کہ ہمیں کو بھول کر ہم پاکستان کو تسلیم بنانے کی جدوجہد میں حصہ لیں۔

مولانا نے بھارت میں تقیم مسلمانوں کی بوجھ کی ہے اور جو دستور تحفظات مسلمانوں کو دلائے ہیں وہ ایک تاریخی حقیقت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی آزادی کا تنا سب ہندو آزادی سے زیادہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھارت میں ہندو اب بھی مسلمان ہورہے ہیں اور مسلمانوں کو اس قدر مذہبی آزادی حاصل ہے جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے ہیں۔ پاکستان کا اہل علم طبقہ آج بھی ان کی تسخیر اور کتابوں سے روشنی حاصل کرتا ہے اور ان کی جدوجہد آزادی پر فخر کرتا ہے۔

انٹرویو حافظ حسین احمد

رہ سکتا۔ آزاد سیاسی سرگرمیاں ملک کے استحکام کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ہم مارشل لا کے حمایت میں کر سکتے۔ اس وقت مارشل لا کے ضرورت تھی۔ انتخابات ہونے چاہئیں درجہ مسائل مزید اچھڑ جائیں گے اور سیاسی عمل پر زبرد پابندی ملک میں خطرناک تاج میں منبج ہوں گے۔ ملکر مزید چند سیاسی جماعتوں پر ایڈوٹ لگائی گئی اور سیاسی سرگرمیوں پر موجودہ قرض بڑھ رکھا تو یہ ملک کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگی۔ پھر ملک کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ مارشل لا کے کام کو حالات کا صحیح جائزہ لینا چاہیے اور صحیح وقت پر درست فیصلہ آج کی اہم ضرورت ہے۔ درجہ لگاؤ اور وقت پھر

بھارت میں ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے

# حیف مارشل لائیڈ فسطح جنرل محمد ضیاء الحق صابئی تقریر پر کچھ

## انہماک خیال

### سرحدوں کا تحفظ

تقسیم امور کے پیش نظر مسلح افواج کا کام ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اور سیاسی پارٹیوں کا کام جمہوری اداروں کا تحفظ ہے۔ یہ دونوں بوجھ اگر ایک اداسے پر ڈال دیئے جائیں تو لازمی امر ہے کہ وہ انکو باہم سے طریق ملجائیں نہیں دے سکتے۔ فوج اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو برصے کا لڑاکو دفاع کا مضبوط بنائے اور جمہوری اداروں سے تعلق رکھنے والے سیاست دان جموں کی ذمہ داریاں پورا کر سکیں تب ہی ملک بیرونی خلعشار اور نظریاتی طور پر اندرونی انتشار سے بچ سکتا ہے اس کے بغیر ملک کے استحکام کو کسی بھی وقت خطرہ لاحق ہو سکتا ہے جو ماضی کے سیب قصبہ کو دہرانے کا باعث بن سکتا ہے۔

جنرل صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں سیاست دانوں کا احترام کا جھڑکی تھا لیکن عوام کو سیاست دانوں سے قریب کرنے کی بجائے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہ لوگ نااہل ثابت ہوئے ہیں ان کا کوئی مرقف نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی مسائل کا حل صرف انتخاب کو قرار دینا ہے اور کوئی احتساب کو بچھے ضروری قرار دیتا ہے۔ سچ کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی نے منتخبہ نمائندہ حکومت کا حال دیکھا ہو تو مارشل لائیڈ سے قبل کے چھپڑوں کے رسم میں دیکھ سکتا ہے۔ سوال یہ ہے اگر اتحاد کے رہنما جو محاسبہ کے حق میں تھے اور کچھ انتخاب کے فوری کرنے کے لئے کہتے تھے یہ جنرل صاحب کو مطمئن نہیں کر کے اور جنرل صاحب کو مختلف مشورے

### حکومت کے درمیان خلیا پرید کیا ہے

جنرل صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کافی وقت حکومت اور عوام میں ایک زبردست خلا ہے اور حکومت چاہتی ہے کہ اس خلا کو کسی امن طریق سے پر کیا جاسکے۔ اس خلا کا پس منظر مل احتساب کا طویل ہونا ہے۔ نیز اس کے طریق کا بے عوام میں مایوسی نے خلا کو مزید تقویت بخشی ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لئے آؤں حکومت نے مشیروں کا تقرر کیا۔ اس میں ناگامی ہوئی۔ چھ قومی حکومت مخلوط حکومت دو سو عین حکومت کی طرح ڈالی گئی لیکن یہ تمام کوششیں ناگام ثابت ہوئیں۔ اگر اس کے پس منظر میں غور کیا جائے تو یہ کتابے جانے ہوگا کہ ناگامی کی وجہ نامزد نمائندگان کا عوام سے رابطہ کا فقدان تھا۔ اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دفاعی کابینہ میں جو افراد شامل کئے جائیں گے۔ کیا ان کا عوام سے رابطہ ہوگا۔ نظر ہر بات ہے کہ یہ بھی نامزد کیا گیا ہوں گی اور انتخاب کے بغیر غنے والی کابینہ کیونکر عوام میں مقبول ہوگی؟ اس طرح یہ خلا کیسے پر ہو سکے گا؟ البتہ حکومت کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگا۔ مسائل بڑھ جائیں گے اور ان کے حل کا کوئی طریق نہیں ملے گا۔ نیز کابینہ بنانے سے قبل یہ سوچنا ضروری ہے کہ سیاسی جماعتوں کا تعاون نہیں ہوگا تو پھر عوام سے رابطہ نہ ہو سکے گا اور کابینہ کیسے پیدا شدہ مشکلات کا حل کی طرح ہوگا؟ کابینہ بننے کے بعد آگے اور کوئی منزل نہیں؟

### نظریاتی اور جغرافیائی

محکمہ دراز کے بعد حیف مارشل لائیڈ فسطح نے ۲۵ جون ۸۸ء کو ایک تفصیلی تقریر پیش کی۔ اس تقریر پر ادرشا فرمائی۔ تقریر جو ایک طویل عرضہ بعد مٹی خاصی طویل مٹی۔ ملک و قوم کے کئی اہم امور پر جنرل صاحب موصوف نے اظہار خیال فرمایا۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مارشل لائیڈ کا نفاذ ہوتے ہی افواج پاک کی طرف سے فوری انتخاب کا وعدہ تھا اور اس سلسلہ میں حریف دوز بڑھے پارٹیاں ہر صورت انتخاب کے لئے میدان سے اہل قرار اختیار کرنا ہرگز پسند نہیں کرتی تھیں۔ یہ مارشل لائیڈ حکومت کی بعد کی تحقیق ہے کہ ملک میں سیاسی پارٹیاں ٹھٹھ کیس زیادہ تنجاؤ میں لیکن سابقہ انتخاب میں مقابلہ ڈوہی پارٹیوں میں تھا۔ اس لئے آؤں تو انتخاب کے التواء کا کوئی جواز نہ تھا۔ اور اگر بقول جنرل ضیاء الحق صاحب کے لیے افراد قومی اتحاد میں موجود ہیں جنہوں نے ہاتھ باندھ کر انتخاب کے متوی کرنے کو کہا تھا تو ان کا فرض تھا کہ ایسے افراد کو پردہ ابھام میں رکھنے کی بجائے قوم کے سامنے ان کے اسمائے گرامی ذکر کرتے تاکہ مستقبل کے تمام خدشات کا وہ ستوجیب اور مورد مٹھرتے۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس میں کیا مصلحت تھی؟ کافی وقت اس پر خاموشی ہے لیکن مستقبل میں یہ لوگ بے حجاب ہو کر رہیں گے جنہوں نے قوم کی مشکلات میں اضافہ کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جنرل صاحب اب بھی ان کا اظہار وادیں تو بہتر ہوگا تاکہ جمہوری اداروں سے ایسے لوگوں کو نکال باہر کیا جاسکے۔ نیز اس نے بھی غریبے کے کہ نور مارشل لائیڈ فسطح کی دشمنی کے بعد ان پر بھی کوئی حرف نہیں آسکے گا۔

### احتساب کے موجودہ طریق کا نئے عوام اور



دیتے ہیں اور جنرل صاحب بھی ان کے مشورہ سے  
مطمئن نہیں ہیں۔ تو یہ لوگ تو جنرل صاحب کے معیار  
(جو بھی ان کے نزدیک معیار ہو) پر پورا نہیں  
اتر سکتے اور سپلیز پارٹی محاسبہ کی زد میں ہے۔ اور  
اپنی سابقہ نااہل کاریوں کی بنا پر ملک کی آئندہ  
قیامت کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی تو پھر  
مستقبل میں انتخاب کرانے کے کیا معنی ہوں گے؟  
یعنی دو سیاسی حریف پارٹیاں جو دستور لڑا  
یے کہ میدان میں موجود ہیں۔ یہ دونوں نااہل ہیں۔  
تب سیری قوت وہ کون سی ہوگی؟ اور مثبت  
نتائج کی توقع پوری ہو سکے۔

### منتخبہ نمائندہ حکومت

### اور اس کی ضرورت

منتخبہ نمائندہ حکومت کی اہمیت اور ضرورت  
رکسی سکیل کی ضرورت نہیں۔ دنیا کی نظر میں اس ملک  
کی کوئی اہمیت اور عزت و توقیر نہیں جو "عوامی  
نمائندوں" سے محروم ہے۔ ملک کا احترام اس  
وقت تک عالمی رائے عامہ کے نزدیک کوئی وقعت  
نہیں رکھتا جب تک اس کے اصل مالک اس کی  
باگ ڈور نہ سنبھالیں۔ اس سلسلہ میں جنرل مونس  
جیسے فہیم انسان کو دلائل کی روشنی میں یہ باور کرانے  
کی چندال ضرورت نہیں کہ جمہوریت کی بحالی لقمہ  
ضروری اور اہم چیز ہے۔ جنرل صاحب نے  
سال گذشتہ میں اپنی پہلی فشری تقریر میں بت  
ہی پر عزم طریق سے فرمایا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ  
پاکستان میں جمہوریت کا پروانہ اڑا نہیں ہو سکا  
مجھے یقین ہے کہ جمہوریت پاکستان میں ضرور  
کامیاب ہوگی۔

بھٹو کے خلاف تحریک جمہوریت کے بحال نہ  
ہونے کی بنا پر چلی تھی، اس لئے جمہوریت کو پھینچنے  
کا جب ممکن موقع نہیں مل سکتا۔ اس وقت ہم  
یہ نوکھ سکتے ہیں کہ عارضی طور پر ملک میں امن و سکون  
بحال ہے۔ لیکن جب جمہوریت کا کلمہ مسلسل گھٹنا  
چلا جائے اور عوامی حقوق کا تحفظ نہ ہو سکے تو  
اس کے نتائج بالآخر اچھے نہیں ہوتے۔ نہ ملک کے  
لئے اور نہ ہی عوام کے لئے۔ اس لئے جنرل صاحب

کا یہ فرمان کہ اگر کسی نے منتخبہ نمائندہ حکومت کا حال  
دیکھا ہو تو گزشتہ چند سالوں میں دیکھ سکتا ہے۔  
اگر مجھے معاف رکھا جائے تو عرض کروں کہ یہ درست  
ہے منتخبہ نمائندہ حکومت کا حال یہ درست نہیں تھا  
گہجاری آنکھوں سے وہ مارشل لا بھی اوجھل نہیں  
جس کی کوکھ سے اس منتخبہ نمائندہ حکومت نے  
جنم لیا تھا۔

اس لئے ہم منتخبہ نمائندہ حکومت اور مارشل لا  
کا تقابل کرنے کی بجائے حقیقت کو حقیقت سمجھیں  
تو بہتر ہوگا۔ ہم تو اس منتخبہ نمائندہ حکومت کو  
تصور دار تقسیم ملک کے بعد ٹھہرا سکتے ہیں مگر  
دیکھنا یہ ہے کہ جب عجیب الگ الگ مرحوم ایک  
عظیم اکثریت سے کامیاب ہو گئے تھے، اور  
مغربی پاکستان میں بھٹو کے علاوہ بھی نمائندگان  
کامیاب ہوئے تھے۔ دوسروں کی پوری  
طاقت بھٹو کے خلاف تھی تو عجیب مرحوم کو اقتدار  
کی نشی میں رکاوٹ کس نے پیدا کی؟ اور اس  
کا ذرہ دار کون تھا؟ واقعی قریب کی تاریخ اور  
تاریخ حیات سے ہم آنکھیں بند کرنے کی بجائے  
سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مارشل لا کا  
طویل ہونا کسی صورت ملک کے لئے مفید نہیں  
اس لئے ایسے اقدام فوری ناگزیر ہیں جو ملک  
کو جمہوریت کی راہ پر ڈال سکیں اور منتخبہ نمائندہ  
حکومت ہی ملک کا کاروبار چلا سکے۔ "مومن  
ایک سے سو راخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا"

### بلدیاتی انتخابات کا

### کوئی جواز نہیں

اس لئے اندر میں حالات صرف قومی اسمبلی  
کے انتخابات کرنا ضروری ہیں۔ بلدیاتی انتخابات  
کے لئے اگر فضا سازگار ہے تو قومی اسمبلی کے  
انتخابات کے لئے بھی فضا سازگار ہو سکتی ہے  
بلدیاتی انتخابات کی ذمہ داری آئندہ منتخبہ نمائندہ  
حکومت کی ہونی چاہیے۔ مارشل لا حکومت کی  
ذمہ داریوں میں اس قسم کا اضافہ جن کی وجہ سے  
وہ مزید مسائل میں الجھ کر رہ جائیں اور اصل مقصد  
یعنی احتساب کی جلد تکمیل اور انتخابات کا حیلہ

انقطاع اندوں سے، جھیل ہو جائے ہرگز مفید  
ثابت نہیں ہو سکتا۔

جس طرح آپ نے سیاست دانوں سے  
قومی مسائل پر مشورہ کرنے کی اپنے مختصر دور میں  
ضرورت محسوس کی ہے، کچھ ایسا معلوم  
ہوتا ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں سیاست دانوں  
کو اعتماد میں لینے کی کوشش نہیں فرمائی۔

اس لئے ارباب سیاست اس اقدام کو  
ملک کے لئے مفید نہیں سمجھتے۔ اس طرح  
یہ مارشل لا اور سیاست دانوں کی طرح۔  
نظریاتی اتحاد اور ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث  
نئے حادثات کو جنم دینے کا بھی ذریعہ بن سکتا  
ہے۔ جب فوج کے سیاسی عزائم نہیں اور  
وہ اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے کسی صورت  
دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے تو پھر سیاست دانوں  
کو ایک طرف کر کے ایسے قومی مسائل پر کھیلنے  
فیصلہ صادر فرمانا آپ کی سابقہ روایات کے  
خلاف ہے۔ پھر اس کے نتائج بھی سابقہ توقعات  
کے خلاف ہو سکتے ہیں یعنی بھٹو ازم کے خلاف  
کے لئے جو فوج اور قومی اتحاد کی مشترکہ کوشش  
جاری ہے وہ متاثر ہو سکتی ہے۔ اس طرح اب  
کا فائدہ نہ فوج اور قومی اتحاد کو ہوگا بلکہ یونین  
سپلیز پارٹی کو پہنچے گا جس کے ذمہ دار شعوری  
یا غیر شعوری طور پر ہم ہی ہوں گے۔

نیز بلدیاتی انتخاب کا غیر سیاسی جماعتی  
بنیادوں پر ہونا کس طرح جمہوریت کے لئے مفید  
ثابت ہو سکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی کارکردگی  
کو کوئی ملک کا شہری نظراً انداز نہیں کر سکتا۔  
بھٹو۔ ایوب خان کے خلاف تحریک چلانے  
والی یہ سیاسی جماعتیں تھیں۔ بھٹو جیسے آمر  
کو قوم نے ٹھایا اور فوج کے اقتدار کے لئے  
راست بنا۔ سیاسی جماعتوں نے ملک اور قوم کی  
خدمت کی ہے اور ان میں اہل لوگ موجود ہیں۔  
اس لئے غیر جماعتی بنیادوں پر انتخاب کا انعقاد  
یہ کار اقدام جمہوریت کی طرف نہیں ہوگا۔

نیز بعد ازاں اگر قومی انتخابات جماعتی  
بنیادوں پر ہوں گے تو یہ پوری باڈی جو بلدیاتی  
انتخاب میں کامیاب ہو چکی ہوگی کس طرح آئندہ

جاعتوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوگی۔ یہ ایک نیا  
شوشہ ہوگا جو جاعتوں کے لئے درد سر بن سکتا ہے۔  
غیر جماعتی انتخاب میں کوئی ذمہ داری اور  
نظامی فکر کو سامنے رکھ کر انتخاب میں حصہ نہیں  
لیا جاسکتا بلکہ محض ہوس اقتدا ہے جس کی بنا  
پر نظامی خلا کا ہونا فطری امر ہے۔  
نیز گذشتہ دنوں حنیف رائے کی غیر جماعتی  
پارلیمانی وزیر حکومت کی تجویز جس طرح عوام نے  
سمجھ رکھی ہے وہ کسی تیسرے کی محتاج نہیں۔  
اگر بلدیاتی انتخاب سے ہی مثبت نتائج  
کی توقع ہے تو بلدیاتی اور قومی انتخاب میں  
یکجہتی اور ہم آہنگی نظریاتی طور پر ضروری ہے۔  
ورنہ خالصتاً نظریاتی انتخاب (قومی اسمبلی) کے  
لئے حالصتاً غیر نظریاتی انتخاب (بلدیاتی) مثبت  
نتائج کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس کے علاوہ  
پر مزید غور کرنے کی ضرورت ہے ورنہ بلدیاتی  
انتخاب سے کوئی فائدہ نہ ہو سکے گا۔  
اس ضمن میں قوم کا مطالبہ قومی انتخاب کا  
تعمدہ کہ بلدیاتی انتخاب کا۔ اس لئے یہ انتخابات  
قومی دلچسپی کا باعث بھی نہ ہوں گے۔

### دفاقی کا بیڑہ اور اسکے وزراء

دفاقی کا بیڑہ کی تشکیل جنرل ضیا دلفی صاحب  
کی حسب مرضی اور پسند پر مبنی ہوگی۔ کا بیڑہ  
میں شامل وزراء کا انتخاب میں حصہ لینا آزادانہ  
انتخاب کی راستہ میں رکاوٹ ثابت ہو سکتا ہے۔  
نیز جب مقصود ملک کی خدمت ہے اور اقتدار  
برائے اقتدار نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے انہی  
خدمت گاروں کو جو عبوری دور حکومت میں خدمت  
کر چکے ہوں گے ان کے علاوہ نئے لوگوں کو  
خدمت کا موقع فراہم نہ کیا جائے۔ اور یہ بھی  
نظر میں رہنا چاہیے کہ قومی حکومت کی تشکیل  
کے سلسلہ میں جب مذاکرات ہو رہے تھے تو  
قوم کا اس بات پر شدید رد عمل تھا کہ اقتدار  
میں شامل ہونے والے افراد کو آئندہ انتخابات  
میں حصہ نہ لینے دیا جائے۔ اور اگر وہاں انتخاب  
میں حصہ بن تو کم از کم تین ماہ قبل حکومت سے مکمل  
دستبردار ہو جائیں تاکہ انتخاب میں وہ اپنا کردار

اثر و سورش ہرگز استعمال نہ کر سکیں۔  
محاسبہ کے عمل کی روایت کو مؤثر بنانے  
کے لئے یہ بھی دفاقی وزراء کے لئے ضروری  
قرار دیا جائے کہ وہ کا بیڑہ میں شمولیت سے قبل  
اپنے اثاثوں کا اعلان کریں اور حسب اقتدار  
سے معزول ہوں اس وقت بھی اپنی جائیدادوں  
کا اعلان کریں۔ جنرل ضیا صاحب بذات خود  
اس روایت کی سرپرستی فرماویں۔

### ایشیائے ضرورت اور آسمان سے

### ہاں کرتی ہوئی ان کی قیمتیں

بے شک جنرل صاحب سابقہ حکمرانوں  
کی نسبت خود بھی کفایت شعاری کے پابند  
ہیں اور قوم کو بھی اسی کی دعوت دیتے ہیں۔  
میں پرستی میں مبتلا قوم بلاشبہ ترقی سے محروم  
رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے فرمایا  
کہ اگر گوشت نہیں ملتا تو اس کو کھانا ضروری  
نہیں، دال کھائی جاسکتی ہے۔ ہمساری  
جنرل صاحب سے نہایت ادب سے گزارش  
ہے کہ گوشت ۲۵ روپے سیر فروخت ہو رہا  
ہے نہ ۷۰ نہ سبھی، لیکن غریب کا گذر سبب  
دالوں پر ہے اپنی قیمتیں بھی آسمان سے  
باقی کرتی ہیں جہاں غریب عوام گندہیں ڈال  
سکتے۔ صرف ایک چٹا ہی لے لیں جو کڑھ  
رہے سیر تک فروخت ہوتا تھا گذشتہ دنوں  
ناپید ہونے کے ساتھ چار روپے سیر تک  
فروخت ہو چکا ہے۔ دوزخہ استعمال کی چیزیں  
اپنی محدود آمدنی کے پیش نظر ہی خرید کر کھاتی  
ہیں۔ گوشت کی استعداد رکھنے والے گوشت  
استعمال کریں مگر مایاں صورت یہ ہے کہ ہر چیز  
کے متعلق دکاندار بھی کتے نظر آتے ہیں  
نرخ بالا لکن ہنوز ارزانی  
صرف پیاز کے ساتھ بھی روٹی کھانا اس مزدور  
کے لئے مشکل ہے جس کے زیر کفایت پانچ  
سات روپے ہوں اور اس کی مزدوری صرف  
۱۲/- روپے یومیہ ہو جو اس کی پڑا دوائی کے  
لئے بھی کافی نہیں جو اس کے لئے ناگزیر ہے۔

باقی تعلیم کا تو سوچا ہی نہیں جاسکتا۔  
تادم تحریر دفاقی بحث پیش نہیں ہوا۔  
صورت حال یہ ہے ہر چیز نایاب ہے۔  
پٹرول مارکیٹ سے غائب ہے۔ پٹرول پمپ  
پر قطاریں لگی ہوئی ہیں اور لوگ یہ سوچنے پر  
مجبور ہیں کہ مجھ کو آکر کھالین اشیاء ضرورت  
مل جاتی تھیں فی الوقت تو ان کا حصول مجھے  
تو بے غیر لاس کے مترادف ہے۔ صرف  
ایک ادویات کی مثال دیکھ لیجئے  
دفاقی بحث سے بہت پہلے ہی ادویات  
کی قیمتوں میں ۸۰ فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔  
مثال کے طور پر سپرٹان جو ۵۰/- روپے کی گولی  
تھی اب ۵۰/- (ایک روپہ پانچ پیسے) میں  
مل رہی ہے۔ بلاجن اور آکسیٹیم کی قیمت  
میں ملی ترتیب ۲۸/- سے ۴۰/- روپے اور  
۵۵/۲ روپے سے ۲۷/- روپے تک ہو چکی ہے۔  
سادہ انسولین کا ایک امپول جو ۱۲/۱۳ روپے  
میں ملتا تھا فی الوقت اس کی قیمت ۱۹/۲۰ روپے  
ہو چکی ہے۔ یہی کیفیت دوسری ادویہ کی ہے۔  
جو عام ادویہ کے معیار زندگی سے بہت بلند ہے  
اور ہر آدمی کی استطاعت نہیں کر دہ اپنی صحت  
کے لئے اتنے مہنگے دواؤں پر خرید کر دہ ادویہ  
کر سکے۔ اور اس پر لطف کی بات یہ ہے کہ یہ  
اضافہ دفاقی حکومت کی منظوری سے کیا گیا ہے۔  
اور اضافہ کا کوئی جواز نہیں بتلایا گیا۔ اندر حالات  
کیا تو کفایت شعاری ہوا اور کیا اعتدال سے  
ادویہ زندگی کے نایا پورے کر سکے۔ یہاں تو حینا مل  
ہو چکا ہے۔  
اور یہ عرض کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جنرل صاحب  
موصوف نے اپنی محضرۂ ایک تقریر میں سائیکل  
کی قیمت میں حکومت قیوٹی کم کر دی تھی تاکہ لوگوں  
کو آسانی سائیکل مل سکیں۔ ظاہر بات کہ یہ نقصان  
گورنمنٹ کو ہوا کہ خزانے کو اتنی کثیر رقم نہیں  
پہنچ سکی، سائیکل کمپنی کے منافع میں کمی نہیں  
ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود سائیکل نہ ملنا  
حیرت و استعجاب کی بات ہے اور اس کا پس منظر  
خاصا بھیانک معلوم ہوتا ہے۔ بایں ہمہ صورتحال  
یہ ہے کہ سائیکل مارکیٹ میں بالکل ناپید ہے۔



ماہ پیسے جمع کرنے کے بعد ناقصہ میرٹھی  
کے سامنے ملتی ہے اور اس پر سناٹا کرتی ہے  
تو بڑا مشت کرنے پڑتے ہیں۔ یعنی ہے تو  
یہی ہے جاؤرنہ یہ بھی نہ مل سکے گی اور سائیکل  
کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ادھر مارکیٹ سے ٹک  
پرائی اور ٹکوں کی صورت حال سے چند روز بھی متاثر  
نہیں کر پاتی اور اس کا ایک ایک پرزہ علیحدہ علیحدہ  
ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے اشیاء ضرورت  
میں ہونا ضروری ہیں۔ کفایت شعاری کا مطلب  
قریب ہے کہ چیزیں سکے اور اس کا استعمال محدود  
ہو۔ لیکن اگر چیز مٹی نہ ہو تو لے چارہ گر ایک ٹلو  
اور مٹی۔ اس خط کا دور کرنا تو ضروری ہے۔  
گذشتہ دنوں آٹے کی جو کیفیت ہوئی پھر  
گھی کی قلت کا جو سامنا ہے اور ٹیڑا حال  
نایاب ہے۔ عوام میں اتنا نظم و ضبط ہے کہ ہر  
چیز کے حصول کے لئے ایسی ہی قطاریں ملتی ہوئی  
ہیں۔ آخر آپ کے پاس قانون ہے ریت زون  
نافذ کرنے والے ادارے آپ کے ماتحت ہیں۔  
یہ چیزیں مارکیٹ میں موجود رکھنا ضروری ہیں ورنہ  
کفایت شعاری کا مطلب اس سے کچھ زیادہ  
مختلف نہیں کہ جب ایک وزیر سے روٹی نہ ملنے  
کی شکایت کی گئی کہ روٹی نہیں ملتی تو عزت بیک  
وزیر نے جواب دیا تھا کہ پھر ڈبل روٹی کھاؤ۔  
ادھر نہ ملے تو سوٹھ کھاؤ اور برف نہ ملے تو  
ٹھنڈا پانی پڑ کفایت کرو۔

### ذخیرہ اندوز اور قانون

#### نافذ کرنے والے ادارے:

جنرل صاحب نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوز بھی  
آزم عوام میں سے ہیں۔ ہر ایک جگہ قانون کیا کرے  
خود عوام عوام کو تنگ کرتے ہیں اور ہنگامی پیدا  
کرتے ہیں اس میں حکومت کا کیا تصور ہے؟  
عوام۔ عوام کو نہیں ملک کے صنعت کار اور برادر  
جن کو اپنے اقتساب کی قطعاً فکر نہیں اور  
انتظار بھی جن کے سامنے جبین نیازم کرتی  
یہ لوگ عوام کو تنگ کرتے ہیں جن لوگوں  
کی طرف حزیہ کا یہ عالم ہو کہ وہ ایک دولت کی

ہنڈیا کا پورا سالانہ خرید نہیں سکتے تو وہ ہزاروں  
من اجناس خرید کر کے کیونکر شاک کر سکتے ہیں؟  
ایوب خاں کے دور میں بائیں خاندانوں نے اپنے  
ملک کی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی تھی۔ کہنے  
کو یہ لوگ بھی عام انسانوں کی طرح دوکان، دو  
آنکھ ایک ناک کے انسان ہیں مگر ان کا ضمیر  
مردہ ہو چکا ہے جو عوام کا خون پی کر اپنی رحمت  
اور تیش میں اضافہ کا سامان کرتا ہے۔ اس لئے  
عوام کو نہیں بلکہ یہ خواص۔ عوام کو تنگ کرتے  
ہیں۔ اس مخصوص طبقے نے عوام کی زندگی برباد  
کر دی ہے۔ مصنوعی قلت پیدا کر کے کم سے کم  
قیمت چیز کئی گنا قیمت میں فروخت کرنا اس  
کے نزدیک تجارت ہے۔ یہ قانون ان چند  
"خواص" کا محاسبہ نہیں کر سکتا؟

آخر کیا وجہ ہے ۲۲/- روپے میں  
سینٹ نہیں ملتا لیکن ۴۰/-، ۵۰/- روپے  
میں مل جاتا ہے۔ یہ صورتحال تقریباً ہر ایک  
چیز کی ہے

عوام معاشی بد حالی سے تضییات کے  
باد جو اسلام کی طرف راعب نہیں ہو سکتے۔  
معاشی خوشحالی ہی سے اسلام کی طرف  
ان کو بلایا جاسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ  
کا مقصد جہاں روحانیت کو عام کرنا اور مذہب  
عالم پر اسلام کو غالب کرنا تھا وہاں قیصر و کمری  
اور بلا و محکم کے بادشاہوں کی عیش و نوشی کو ختم

کر کے عوام میں مساوات پیدا کرنا بھی تھا۔ کیا  
حزیر در شیم کے لباس کوئی فقیر دے سکے؟ کس لوگ  
پینتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام  
فرمایا، کیا سود غریب لوگ لیتے تھے؟ نہیں  
بلکہ وہ تو اس میں جکڑے ہوئے تھے پھر  
سود عوام کیا تاکہ مظلوم لوگ سرمایہ پرستوں  
کی کہنی گرفت سے بچ سکیں۔ سونا اور چاندی  
کا بے دریغ استعمال یہی بڑے لوگ کرتے تھے  
آپ نے اس کو حرام فرمایا۔

اس لئے اخلاق کی ورنہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ  
جو رکاوٹیں اخلاق باختگی کا سبق دیتی ہیں ان کو  
ایک قلم ختم کرنا بھی ضروری ہے۔

ورنہ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے کہیں زیادہ  
اور ہنگام اور حالات کے سدھرنے کا کوئی امکان  
نہ ہوگا۔

اس لئے قانون کی گرفت سے ایسے لوگ  
جو عوام کے لئے سوداں روح بنے ہوئے ہیں  
آخر تک بچے رہیں گے اور قانون نافذ  
کرنے والے ادارے کب حرکت میں آئیں گے؟  
اب یہ مستقبل ہی بتانے کا حکومت کے اس  
عبوری دور میں عوام کو خوشحال کتنی میسر آئی اور  
حرام نفسی کا معیار کیا رہا۔

اگر بھٹو حکومت کے دور کے ڈپو ہو لڈر  
کو کوڑے لگ سکے ہیں تو قانون کی بالادستی  
یکے پیش نظر ایسے ذخیرہ اندوز کوڑوں کی  
محفوظ کیوں ہیں؟

### علوم اسلامیہ کی ایک اور شمع نذرانہ

#### مدرسہ حفظ القرآن، بستی دین آباد، وڈھ، ضلع خضدار (بلوچستان)

علامہ میں دین کی خدمت کے لئے ایک اور دینی درس گاہ کا اجرا کیا گیا ہے۔ اس ادارہ کو عظیم  
دینی درس گاہ بنانے کا پودہ گرام ہے۔ سر دست شعبہ حفظ و ناظرہ کی ابتدا کر دی گئی ہے۔  
تمام امتحانیوں سے اس کی کامیابی کے لئے دعا کی اپیل ہے اور خیر حضرت سے  
زکوٰۃ، خیرات، عطیات سے معاونت کی درخواست ہے۔

منجانب: حاجی میر محمد ہاشم مدرسہ نذرانہ، وڈھ، ضلع خضدار



## اسلام میں مسئلہ گرانے

بھی ہے کہ نادار و غص اور قوت کسب نہ کھنے  
دلے یا اپنی کئی سے تمام مزدتیں پوری نہ کر  
کھنے دلے لوگوں کی کفالت کی جائے اور  
دارالاسلام کی حدود کے اندر بسنے والے  
لوگوں میں سے جو بھی محرم المعیشت ہو اس کے  
معیشت کا بند و بست و اہتمام کیا جائے اور کسی  
وقت بھی جزوی طور پر یا قومی سطح پر پیش آنے  
والی کسی بھی انفرادی یا اجتماعی مالی مشکل کا ازالہ  
کیا جاسکے۔

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں یہ حدیث  
نقل کی ہے:

”محمد بن مرۃ نے حضرت معاویہ رضی  
لہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو امام غریب و  
فقیروں اور سیکڑوں پر اپنے دلہنے  
بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی  
مزدوریات، فقر اور سیکڑیوں پر آسمان کے  
دروازے بند کر لیتا ہے“ (یہ سن کر)  
حضرت امام معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی  
کو عوام کی مزدوریات معلوم کر کے پری  
کر کے) پر مامور کیا۔ (ترمذی ص ۱۵۹)

”سلطان پیدا جب ہے کہ جب اسے  
کے رعایا فائدہ تنگے اور معیشت میں  
بتلا ہو تو اس کے مدد کرے خاص طور  
پر زمانہ قحط و گرانے میں، کیونکہ ایسے حالات  
میں لوگ کسبے معاش میں ناکام رہتے  
ہیں اور ان کے لئے گزراوقات  
دنشوار ہو جاتا ہے، کہ ایسے وقت میں  
امام وقت کو چاہیے کہ اسے کوکھانا فراہم

۱۔ ذخیرہ اندوزی و تمکنت

۲۔ اسراف و تبذیر

۳۔ غلط منصوبہ بندی

۴۔ اہل حکومت اور اہل مال کی فرض ناشناسی

۵۔ جو اسباب اس کے علاوہ ہیں حقیقت

میں وہ ان میں سے کسی نہ کسی میں درج ہیں۔

### قلت پیداوار:

اگر زرعی اجناس کی پیداوار میں قلت گرائی  
کا باعث ہو اور اس میں تاجروں کے عمل کو کسی  
درجہ میں دخل نہ ہو تو اسلام کی جانب سے اس  
میں قدرتی گرائی اور آفت ناگمانی کے اندر اس کے  
لئے مندرجہ ذیل ہدایات ہیں:-

(۱) بیت المال سے معینی قومی خزانے سے  
ضروری امداد جاری کر کے علاقائی طور پر پائی  
جانے والی زرعی اجناس کی قلت و کمی کو پورا  
کیا جائے، کیونکہ بیت المال کے قیام کے مختلف  
مقاصد میں سے ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ

۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مستحقین کو معینی

مزیادہ دیکھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ بس گھر

میں بیٹے بیٹے وظیفہ وصول کرتے رہیں بلکہ ان میں سے

قوت کسب رکھنے والے افراد کو کسب معاش

پر مجبور کیا جائیگا۔ ہاں کسب معاش کے باوجود

جو کمی رہ جائے گی اور جو مزدورت پوری نہ ہو

کے لئے وہ بیت المال سے پوری کی جائے گی۔

مثلاً ایک شخص دو صدقہ کرتا ہے جبکہ اس کی مزدوریات

کے لئے پانچ صدقہ دیکر رہے تو دو صدقہ دیکر

گا اور تین صدقہ وظیفہ جاری کیا جائے گا۔

میرا محمد غفرلہ

الہذا اور لوگوں کے درمیان طریق علاج  
اور ترتیب علاج کے اختلاف کے باوجود اس  
بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ کسی بھی جسمانی مرض  
کا کامیاب علاج بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے  
علاج سے قبل اس بیمار کی تشخیص و تعیین کے  
جائے۔ اس کے بغیر کامیاب علاج ناممکن ہے۔

اس طرح معاش و معاشرتی فساد ہو یا اقتصادی  
اور ثقافتی اس کا فطرتی اور اصولی طریق علاج  
بھی یہی ہے کہ پہلے اس فساد کے اسباب و علل  
کی تشخیص کی جائے اور تشخیص کر کے پھر اس کے  
ازالہ کی تدبیر و تجویز سوچی جائے۔ مسئلہ گرائی و بر  
تحقیق اور غرض و غرض کرنے کا اصل طریقہ اور اس  
کو حل کرنے کا صحیح راستہ یہ ہے کہ پہلے اسباب

گرائی اور ان کے ازالہ کی تدبیر معلوم کی جائیں۔  
پھر دیکھا جائے کہ کسی قوم کے گرائی میں مبتلا ہونے  
کی کون سی وجوہ اور کون سے اسباب  
ہیں اور ان کے ازالہ کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں  
کیونکہ ان وجوہ و اسباب پر کنٹرول کر لینا اور ان کو  
زائل کر دینا ہی گرائی کا انسداد اور خاتمہ ہے۔

اور اگر اسباب گرائی جوں کے توں قائم رہیں اور  
انسداد گرائی کے پروگرام بنائے جائیں تو یہ عمل  
ایسے ہی ہوگا جیسے کون شخص آگ لگائے والی  
چنگاری کو پڑا رہنے دے اور مرت شعلوں پر پانی  
چھڑک کر آگ بجھانا چاہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک  
چنگاری موجود ہے نہ وہ شعلوں پر قابو پاسکتا  
ہے اور نہ آگ بجھا سکتے۔ اس لئے ذیل میں  
اسباب گرائی اور ان کے ازالہ کی شرعی تدبیر پر  
بحث کی جاتی ہے۔

اصولی درجہ میں اسباب گرائی یہ ہیں

۱۔ قلت پیداوار



ادا کرے ورنہ معاوضہ دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

یہ بات واضح ہوتی ہے بلکہ بعض صحابہ و تابعین وغیرہ نے حاجت سے زائد رکھنے کو حرام سمجھا۔ فرمایا: ہر کیفیت پر مناسب و خلاف ادنیٰ ہونے میں تو کسی کو کلام بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ زائد علیٰ الحاجت سے اس کی تو کوئی غرض متعلق نہیں اور ادروں کی ملک "من وجہ" اس میں موجود ہے تو گو یا شخص مذکورہ من وجہ مال غیر پر قابض و متصرف ہے اور اس کا مال بعینہ مال غنیمت کا تصور کرنا چاہیے وہاں بھی قبل تسلیم جہی قصہ ہے کہ مال غنیمت تمام مجاہدین کا ملک سمجھا جاتا ہے مگر بوجہ عزت و حصول انتفاع "بقتلہ حاجت" ہر کوئی مال مذکور سے منتفع ہو سکتا ہے۔ ہاں حاجت سے زائد جو رکھنا چاہیے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہیے (یعنی جائز شمار ہوگا)

(الفتح الاول ص ۲۶۸ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفص الرحمن جیلواری)

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جسے بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے (یعنی افراط نہ موجب

مناہ ہے) اگر اسے کا پیسے اندازہ ہو جاتا تو مجھے کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلاشبہ بار باب ثروت کے فاضلے دولت سے کر فواد ماجر میں سے تقسیم کر دیتا"

(محلی لاب حرم ص ۱۵۸، طبری ص ۲۹۹)

حوادث ۵۲۳ھ)

(۵) ہر خاندان کے دو مقتدر کو اسلامی قانون کی رو سے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے اپنے خاندان کے سزاوار اور مستحق لوگوں کی کفالت کریں اور ان کی بنیادی ضروریات کی ذمہ داری متبیل کر کے اس کو ادا کریں اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ان کو حتیٰ ہے کہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ اپنا حق وصول کریں یہ یاد رہے کہ یہ حق عشر و زکوٰۃ اور صدقات کے شرعی محاصل کے علاوہ ہے۔ یہ دفعہ فقہ کی کتابوں میں مراعات موجود ہے۔ لہذا اس قانون پر عملدرآمد کرتے ہوئے حاکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر خاندان کے امراء پران کے غریبوں کی کفالت لازم

کر دے اور وہ ان کی ضروریات زندگی اور حقوق کی ادائیگی میں اسی طرح فکر نہ کرے کہ ذمہ داری اور نجس و چستی کا ثبوت دیں جس طرح کہ اپنے افریقہ کی ضروریات کے انجام لینے میں جو کس وجہ بند رہتے ہیں اور ان کے ساتھ وہی اخلاقی برتاؤ کریں جو وہ اپنے افراد خانہ کے ساتھ پسند کرتے ہیں اور اگر کوئی خاندان ایسا ہو کہ ان میں کوئی بھی ایسا دولت مند نہیں جو اپنے خاندان کے مستحق لوگوں کی کفالت کر سکے یا اس کا خاندان ختم ہو چکا ہے اور وہ حسب طاقت کس معاش کے اپنی حاجات میں خود کفیل نہیں ہو سکا تو ایسے افراد کو ضروریات زندگی فراہم کرنے میں ان کے محلہ یا شہر کے اہل ثروت حضرات کو مامور کیا جائے گا۔ پھر ان کو اختیار ہے خواہ ان کے لئے سامان ضرورت کا علیحدہ بند و بست کریں یا اپنے ساتھ شریک کر لیں۔ دور نبوت میں اور خلافت راشدہ کے دور میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

"حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ راوی

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اشتری (تقبیل کے)

لوگ جب جہاد میں تہی ہیں مبتلا

ہوتے ہیں یا مدینہ میں ان کے تعلق دار

میں خوراک کم ہو جائی ہے تو ان

کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے

ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور

پھر اسے ایک پیانہ سے اپنے

درمیان مساوی طور پر تقسیم کر لیتے

ہیں لہذا وہ میرے ہیں اور میں

ان کا ہوں"

(بخاری شریف ص ۳۳۸)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ساحل کے طرف (۳۵ھ) روانہ کیا۔

اور ابو عبیدہ بنہ الجراح کو اسے لوگوں کا

امیر مقرر کیا۔ اس کے مقدار قینے موقع سے۔

میں بھی اسے میں شامل تھا۔ ہم روانہ

ہوئے اور جب کچھ دور پہنچے تو ہمارا زادراہ

ختم ہو گیا۔ ابو عبیدہ نے حکم دیا اور اس کے

حکم سے لشکر وادوے کے پاس سے جو کچھ زادراہ تھا سب جمع کر لیا گیا۔ اسے طرح کھجور کے دو ٹھیلے جمع ہو گئے۔ آپ روزانہ ہمیں تھوڑا تھوڑا کھانے کو دیتے۔ حتیٰ کہ وہ مجھے ختم ہو گیا اور آخر کار میرے لیے ایک کھجور لے لی۔ (بخاری شریف ص ۳۳۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قادیسیہ کی فتح کی خوشخبری سن کر جو خطبہ دیا تھا اس میں آپ نے فرمایا "مجھے اس بات کی بڑی فکر اور شدید غم و غصہ ہے کہ جہاں بھی کوئی ضرورت دیکھوں اسے پورا کر لیں جب تک کہ (بیت المال کے ذریعہ) ہم سب مل کر اسے پورا کرنے کی گنجائش رکھیں اور جب ہم اس سے عاجز ہو جائیں (یعنی قومی خزانہ خالی ہو) اور ہر ایک کے پاس بعد ضرورت اشیاء (ہوں) تو ہم بنیادی ضرورتوں میں سب یکساں ہو جائیں"

(الہدایہ والنہایہ ص ۴۶)

(طبری ص ۲۳۸)

ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا:

"اگر مجھے لوگوں کے ضرورت سے

پورے کرنے کے لئے ادا کر لے

مال نہ ملتا مگر یہ کہ میں ہر گھروں

کے ساتھ اس کے نقد اد کے

برابر دوسرے افراد کو شریک کر دوں

تو میرے ذائقے ہونے لگے

ایسا کر دیتا اور وہ اسے آدھی

خزرا کے تقسیم کر لیتے کہہ نہ وہ

(مالکائے) آدھا پیٹے کھانے

سے ہلاک نہ ہوں گے۔"

(طبقات ابن سعد ص ۳۱۸)

**مراسلہ نگار تو حسب فرماویں**

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے گئے ہوں۔



اگرچہ مالکان کو زائد از ضرورت مال خرچ کرنے پر قرآن و حدیث میں ایک اخلاقی فضیلت قرار دے کر تنزیہ و ترمیم کے ذریعہ پرہیز کیا گیا ہے اس لئے جب کبھی ضرورت پیش آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے اخلاقی اپیل سے ہی کام لیا چونکہ دور نبوت اور خلافت راشدہ کے زمانہ میں اہل اسلام میں غیر خراسی و ہمدردی کے جذبات پرے طور پر موجود تھے، اخلاقی فطریں بلند تھیں انھار ضرورت ہی ان کے لئے حرجان تھا اور امید تو اب پرہیز میں ان کو خالی کر دینا، دینوں کو لٹا دینا ان کا ایمان تھا اس لئے ان کے لئے اخلاقی اپیل کافی ہوتی تھی اور جس زمانہ میں کبھی اخلاقی معیار اتنا بلند ہو کہ اہل مال اہل خیر ہوں فیاض اور مہربان ہوں تو بیچک ایسے پاکیزہ معاشرہ میں اپیل ہی کافی ہوگی بلکہ لوگ از خود پیش رفت کر کے ہنگامی ضرورت کو پورا کریں گے اور حکومت کو کفالت عامہ کی ذمہ داری میں ہاتھ بٹائیں گے لیکن جس معاشرہ میں ہر ایک تنافس کے محکم میں ہو۔ ارباب دوست والے فرائض ادا کرنے سے گھبراتے اور جی چراتے ہوں اور اخلاقی اپیل ان پر اثر انداز نہ ہوتی ہو تو ایسے گرنے ہوئے معاشرہ میں ان مذکورہ امور کو حسب ضرورت باقاعدہ سرکاری قانون کے طور پر نافذ کیا جائے گا۔ اس پر دلیل کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترمیمی احادیث اور روایات اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معاشی اصلاحات پیش کی جاسکتی ہیں۔ علاوہ بریں اسلام کے مندرجہ اصول و قواعد بھی اس قانونی حیثیت کے جواز کو ثابت کرتے ہیں۔

۱۔ ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ اہل البیتین کو اختیار کرنا یعنی دونوں گزیر مصیبتوں میں سے ہنی مصیبت کو اختیار کرنا۔

۳۔ اجتماعی مفادات و مقاصد انفرادی مفادات و مقاصد پر مقدم ہیں۔

۴۔ ازالہ ضرر واجب ہے۔

۵۔ عدل قائم کرنا اور ظلم و اسباب ظلم کو ختم کرنا

واجب ہے۔

۶۔ مصلحت عامہ میں اطاعت امیر واجب ہے۔

۷۔ واجب کا مقدمہ (ذریعہ) بھی واجب بنتا ہے۔

پس اگر کسی بھی اجتماعی مصلحت میں خواہ وہ اللہ و گرائی ہو یا اس کے علاوہ ارباب دولت کے فاضل مال کی ضرورت درپیش ہو تو ان مذکورہ اسلامی قواعد میں سے ہر قاعدہ تقاضہ کرتا ہے کہ امیر پر لازم ہے کہ وہ قانونی طور پر اجتماعی مفاد اور مصلحت عامہ کے حصول کی خاطر اس سے فاضل دولت میں سے حسب ضرورت طلب کرے اور دلت مندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی مطلوبہ فاضل دولت اس کے حوالے کر دیں لیکن بشرط یہ ہے کہ ایسا اقدام کرنے والی حکومت عادل ہو تاکہ وہ صحیح فیصلہ کرے کہ اہل ثروت کے فاضل مال کی واقعی ضرورت ہے۔ پھر حصول دولت کے بعد حصول مصلحت میں خرچ بھی کرے اہل مال بچ رہنے کی صورت میں واپس بھی کر دے، کیونکہ اگر کوئی اہل علم حکومت ایسا اقدام کرے گی تو یہ امیروں پر بھی ظلم و ستم ہو گا اور غریبوں پر ستم بالائے ستم لہذا اس سے تمنا پر عمل کرنے کے لئے امام کا عادل ہونا ضروری ہے۔

(۸) اسلامی حکومت کو اپنے مالی فرائض ادا کرنے میں اس طور پر بھی مشکل پیش آسکتی ہے کہ مثلاً بیت المال میں نقدی موجود ہے لیکن کوئی سامان ضرورت یا کوئی جنس ایسی ہو جو اہل مال کے پاس موجود ہے مگر بیت المال میں نہیں ہے اور اس کی بیت المال کو ضرورت بھی ہے تو ایسی صورت میں حاکم کو اختیار ہے کہ وہ سامان ضرورت اہل مال سے ماریٹا یا کرایہ پر یا خرید کر یا بطور قرض لے کر اس حاجت کو رفع کرے۔ ارباب دولت اس پر راضی ہوں یا نہ ہوں وہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ نتیجہ سبقت معروضہ امور سے آسانی کے ساتھ اخذ کیا جاسکتا ہے کیونکہ بین حاجات کی درجہ سے بلا عوض مال لیا جاسکتا ہے ان کی درجہ سے عاریتاً یا قرض کا بطریق اولیٰ جواز ہو گا اور

خلافت راشدہ کا طرز عمل تو اس پر واضح دلیل ہے۔ جب خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں آبادی بڑھ گئی تو آپ نے مسجد حرام میں توسیع کرنے کی غرض سے کچھ مکانات کو خرید کر مندم کرایا اور مسجد کی حدود میں شامل کر لیا۔ چونکہ آپ نے مسجد کے پڑوس میں رہتے والے بعض افراد کے مکان ان کی مرضی کے بغیر مندم کرائے تھے اس لئے کہ ان لوگوں نے اپنے مکان فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے خود اسے مکانوں کی قیمتیں مقرر کر دیں جن کو ان لوگوں نے بجدیں لے لیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مزید مکان خرید کر مسجد کو اور زیادہ وسیع کر دیا۔ آپ نے کبھی بعض لوگوں کے مکان سے لئے اور ان کی قیمتیں مقرر کر دیں۔

تو ان لوگوں نے بیت اللہ کے قریب لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناروا باتیں کیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جرات تم میں میری بردباری اور نرم روی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے ورنہ عمرہ بھی یہی کچھ کر چکے ہیں جس کو تم نے گوارا کیا اور تسلیم کیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں کو قید کر دیا بعد میں آپ سے عبداللہ بن خالد بن اسید بن بعض نے ان کی سفارش کی تو آپ نے ان کو رہا کر دیا۔

(تاریخ طبری ص ۲۸ ۲۵ حوادث ۲۸)

(۱) سرمایہ دار ملک خاص طور پر امریکہ غریب و پسماندہ ملکوں کو مالی اور اقتصادی امداد کے نام پر قرض دیتے ہیں جسے عام طور پر غیر ملکی امداد کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ امداد کم ترقی یافتہ قوموں کے لئے کئی وجوہ سے نقصان سے ہے اور سم قاتل ہے۔

(۲) نقل مشور ہے ضرورت ایجاد کی مال ہے یعنی سلسلہ ایجادات سلسلہ حاجات سے منسلک ہے۔ جب قدر حاجات و ضروریات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر ایجادات میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے، کیونکہ جب غریب سامنے آتی ہیں باقی آئندہ

# علاقائی عصبت کے قتل کا مقابلہ کرنے اور ملک میں نظام شریعت کے فوری نفاذ کی ضرورت ہے

دنیا اسلام کے نظام عدل کو اپنا کر ہٹے مشکلات سے نجات حاصل کر سکتی ہے

نوجوان عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شعار بنائیں، قلات میں مولانا درخواستی کی تقریر

نقش قدم پر چل کر ہی ہم دنیا کو ایک مسیح اور انقلابی اسلامی نظام کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں جس سے مولانا اختر محمد، مولانا محمد صدیق شاہ، مولانا نور حبیب، مولانا محمد عبداللہ حافظ علیہ السلام اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا اور انتظام پر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے مدرسہ تجوید القرآن سے فارغ ہونے والے حفاظ اور جمعیت طلباء اسلام کے کارکنوں کی دستار بندی کرائی۔

کے ساتھ مل کر کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ سرکشی نے دولت اور زندگی کی تمام آسائشوں کو کھٹکا کر خود کو مغربیوں اور محنت کشوں کی صف میں شامل کر لیا اور تمام عمر محنت کشوں کے دریاں بسر کر کے یہ بتا دیا کہ اسلام غریبوں محنت کشوں اور پیسے ہونے والوں کا ساتھی ہے۔  
زاہد الراشدی نے کہا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عطا فرما شدین کے

کوڑے ۳ جولائی (پ ر) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے کہا ہے کہ علاقائی عصبت کے جس نشتے نے پیسے پاکستان کو دوڑنے سے روکا تھا آج وہ پھر سر اٹھا رہا ہے اس لئے محب وطن عناصر کا فرض ہے کہ وہ نظام شریعت کے فوری نفاذ کے لئے نتیجہ خیز جدوجہد کریں۔ مدرسہ تجوید القرآن قلات کے سالانہ جلسہ دستار بندی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام کے نظام عدل نے دنیا کو امن اور خوشحالی کا پیغام دیا ہے اور آج دنیا اسلام کے نظام عدل کو اپنا کر اپنی مشکلات اور مسائل سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔

شہداء خاپنور کی تحقیقات کر کے مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے

حضرت درخواستی وامت کا تقم

گذشتہ دنوں خاپنور میں ختم بخاری شریف کی ایک سادہ تعزیت کا انعقاد ہوا جس میں فارغ التحصیل طلباء کرام اور دس حفاظ کی دستار بندی کرائی گئی۔ علاقہ اور باہر کے لوگوں نے کافی تعداد میں شرکت کی حضرت امیر مرکز یہ حفظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی یہ جلال و جمال دونوں میں کمال رکھتے تھے۔ اسی طریقے پر صحابہ کرام بھی بعض جلالی اور بعض جہلی تھے۔

تھے اور بعض جہلی تھے۔ حضرت امروٹی رحمت اللہ علیہ پر جلال کا غلبہ تھا اور حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جو میرے مرشد کامل تھے ان پر جلال کا غلبہ تھا۔ اسی لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کا خطاب ایک ولولہ انگیز اور درس بھر تھا حضرت نے فرمایا کہ قدرت کے کرشمے ہیں۔ ایک دور تھا کہ اس مدرسہ اور جامعہ شہسب خاپنور میں گویاں چلائی گئیں۔ طلبہوں نے مدرسہ اور مسجد کے احترام کو بالائے طاق رکھتے تھے تو قریبیت عوام پر گویاں چلائی اور خاپنور میں دو نوجوان عقیدہ ہوئے۔ آج وہ دور نہیں رہا اس لئے حکومت کو چاہیے کہ شہداء خاپنور کیسے نوجوانانہ تحقیقات کر کر مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے حضرت نے فرمایا کہ ہمارے بزرگ بعض جہلی

مولانا درخواستی نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شعار بنائیں اور نظام شریعت کے نفاذ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اس موقع پر آپ نے علماء طلباء اور نوجوانوں سے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد جاری رکھنے کا اہم کیا۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا انسانیت آج ترقی و تہذیب کے تمام تر دعوؤں کے باوجود انسان کو وہ مقام دلانے میں کامیاب نہیں ہو سکی جو مقام اسے اسلام نے آج سے چودہ سو برس قبل اپنے مل

نکتابوں سے نہ غفلت سے نہ زبردستی دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے سیدنا پھر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا نذوق غنیم بن جلال کا غلبہ تھا اور سیدنا عثمان غنیؓ میں جلال کا غلبہ تھا۔ اسی طریقے سے انبیاء و پیغمبر اسلام بھی بعض جلالی تھے اور بعض جہالی تھے۔ حضرت موسیٰ علی نبینا پر جلال ہی جلال تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہالی تھے۔ دنیا کائنات کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلال و جمال کے مظہر تھے دو دنوں عجائبات قدرت نہایت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال کے ساتھ پائے جاتے تھے۔

آج جبہ کالون ہے، برکت والا دن ہے فرشتوں نے بھی جبریلؑ لئے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد کے دن ایک ایسی راحت ہے جو آدمی غصوں دل سے دُعا کرے اللہ تعالیٰ مستجاب فرماتے ہیں۔ اسی لئے آج غم بخاری شریف کی تقریب بھی منعقد کی گئی۔ جن طبیبانہ دورہ حدیث کی تکمیل کی ہے ان کا دستار بندی بھی ہوگی۔ آج کل عالم تعلیم بھی عجیب ہیں شیعہ اثنی عشری بلکہ حوائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے طالب علم تو شیعہ اثنی عشری تھے۔ ہمارے اکابر کی کیا بات ہے کبریٰ موت الکبر۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا حضرت رابع پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد سید احمد شاہ مرحوم، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ جو شخص بھی کس جہان سے گیا اپنی نظیر میں چھوڑ گیا۔

تمام بزرگ ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ اپنی بزرگی علم و عمل و رشد و ہدایت میں بے نظیر تھے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء اسلام کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ ملک میں محمدی نظم آئے۔ فرنگی نظام جاوے۔ اسلامی نظام آوے اور فرنگی نظام جاوے۔

اسی تقریب کے اجتماع میں مولانا غلام مصطفیٰ بہا پوری، مولانا غلام محمد بشیر صاحب، خیر الدین مولانا سید شمس الزمان شاہ، مولانا شفیق الرحمن

درخواستی۔ مولانا حبیب الرحمن درخواستی کے علاوہ ندیم اقبال اعوان نے بھی خطاب کیا۔ یہ بابرکت اجتماع ماز عشر تک جاری رہا اور حضرت دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں حیدر آباد جمعیت کے احباب، عثمان اور ضلع رحیم یار خان کے علماء کرام نے کافی تعداد میں شرکت کی۔

عبد البورخان ڈاہر

## نصاب تعلیم اسلامی نظام

### کے مطابق بنایا جائے:

رحیم یار خان، گذشتہ روز مورخہ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ جون ۱۹۴۸ء کو راجن پور کال خان بیلہ ترمذیہ محمد پناہ۔ مبارکھاگی میں فرسبہ اجتماعات ہوئے جس میں مولانا غلام محمد بشیر اختر اللہ آبادی۔ مولانا محمد ضیاء اللہ مولانا قاری حامد اللہ شفیق۔ مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا عبدالکرم حق پوری نے خطابات کئے۔ ان اجتماعات میں اصلاح معاشرہ پر زور دیا گیا۔ عوام کو اس بات کی تلقین کی گئی کہ اپنے اندر جذبہ اخوت پیدا کریں اور مذہب کی لڑائی دھیان کریں۔ ملک میں اسلامی اقتصادی نظام پر زور دیا گیا اور نصاب تعلیم کی اسلامی نظام تعلیم کے ہم آہنگ بنانے پر زور دیا گیا۔

## تقریب:

جمعیت علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے ناظم عمومی قاری غلام کبیر عابد کو اللہ تعالیٰ نے چار بچوں کے بعد ایک فرزند عنایت فرمایا ہے قاری صاحب نے اس خوشی میں جمعیت علماء اسلام کو گھر کے قریب احباب کو چائے کی پارٹی دی جس میں جمعیت کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الرشیدی تحصیل وزیر آباد کے ناظم اعلیٰ حافظ بشیر احمد چیمہ، جمعیت گکھڑ کے ناظم عمومی سید محمد صابر شاہ، جمعیت علماء اسلام گرجا والا کے صدر ظفر حسین بیٹ، جمعیت علماء اسلام گکھڑ کے ناظم اعلیٰ عمران شاہ، مولانا

طیبا و سلام کوٹ نور کے ناظم اعلیٰ منور حسین چیمہ اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ شکار دعوت نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ معصوم کو جمعیت علماء اسلام کا سرگرم کارکن بنائے اور صحت کے ساتھ طبی عطر طرزاً

## جمعیت اصلاح الرسوم:

گذشتہ دنوں مولانا احمیل الرحمن صاحب اور مولانا محمد اشرف صاحب نے جماعتی دورہ کوٹ میلارام کا کیا۔ دن کو علیہ ہوا اور علیہ میں اصلاح الرسوم کا مشن بیان کیا۔ مولانا غلیل الرحمن صاحب الزبیر نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور بدعات رسالت کے نقصان دہی اور آخری سے عوام کو انکھ کیا۔ عوام نے رسومات و بدعات چھوڑ کر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کا وعدہ کیا اور مولانا محمد اشرف صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی اور کہا کہ ہماری موجودہ پستی اور نا کامی اس لئے ہے کہ ہم سیرۃ کو چھوڑ بیٹھے ہیں اس موضوع کے تحت جماعت اصلاح الرسوم کا واحد مقصد سیرۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانا ہے۔ تمام لوگوں نے وعدہ کیا کہ ہم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں گے اور اسلامی معاشرہ کو اپنا کر بدعات و رسومات کو چھوڑنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ رات کو شہر کوٹ میلارام میں ایک جلسہ ہوا جس میں سید وطیب کے موضوع پر مدرسہ باہاء کرام نے تقاریر کیں۔

## انتخابات جماعت اصلاح الرسوم کوٹ میلارام

امیر، خورشید احمد صاحب، ناظم، ڈاکٹر مجاز احمد خان، صوفی مسطور احمد صاحب، ارکان، خالد، مہتری محمد یوسف صاحب، ماسق محمد صاحب، عبد الباسط صاحب، لودھی تشکیل جٹ، چک ۳ تین اس، نزد کوٹ میلارام امیر جٹ، مولوی محمد نثار اللہ صاحب، ناظم، میر تقی اللہ خان مہار، نائب ناظم، ڈاکٹر بشیر احمد، خازن، محمد حفیظ مہار، رکن، رانا فیض محمد ذون، رانا غلام عباس، ڈاکٹر بشیر محمد



# ۲۰۲ میں ملوث کردہ جمعیت کے کارکن کی لاپرواہی کو رسک ضما پر رہائی

درخواست کنندہ کی طرف سے حافظ محمد دیوسف ایڈوکیٹ پیش ہوئے

صوبہ سندھ کے ناظم مولانا غلام قادر نے جمعیت کے کوڑے میں آپ سے ملاقات کی اور صوبہ سندھ کے ہائمی معاہدات و کوائف پر آپ سے صلاح مشورہ کیا۔

## تبلیغی جلسہ و دورہ

مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکرنیہ جہلم کے زیر اہتمام جامع مسجد منار اہل سنت الجماعت میں شب براءت کے موقع پر ۱۵ شعبان رات بعد نماز عشاء تبلیغی جلسہ ہوگا۔ مدرسہ کے منظم مفتی راشد احمد رند نے علاقہ میں تبلیغی دورہ شروع کر دیا ہے اب تک کئی مقامات پر تقریریں ہو چکی ہیں اور لوگوں میں ترجمان اسلام غلام الدین اور قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب صدر پاکستان قوی اتحاد کے صوبہ سرحد کی مختصر وزارت کے دورہ نمود پر شعل مہفلت بھی تقسیم کیا گیا۔

## اظہار تعزیت

حافظ سعید احمد اسعد ناظم مجموعہ جمعیت علماء اسلام حلقہ بستی اوتالی سے حضرت مولانا محمد اشرف صاحب نائب ناظم جمعیت علماء اسلام حلقہ بستی اوتالی جسٹس صدر اور جناب حافظ عبدالرشید صاحب نے مشترکہ بیان میں شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب سابق منظم مدرسہ قاسم العلوم فنان کی چابک دفات حسرت آیات پر گریہ و گم و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات پر غم و غم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت فرمائیں۔

لاہور: ۲۲ جون - جمعیت علماء اسلام جمیل پور کے رکن مجلس حسین کو لاہور ہائی کورٹ نے ضمانت پر بری کر دیا جو کہ گذشتہ سال حافظ محمد احسان کے قتل کے سلسلے میں زیر حراست تھے۔ درخواست کنندہ پر ذاتی عناد کی وجہ سے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے اپنے بھائی قربان حسین اور زنا کے ساتھ مل کر قتل کیا ہے۔ اس سے پہلے ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی ان کی درخواست ضمانت مسترد کر چکے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام لاہور کے سیکریٹری حافظ محمد دیوسف ایڈوکیٹ نے فاضل عدالت کو باور کرایا کہ درخواست کنندہ عرصہ بائیس سال اپنا بیٹا شخص ہے اور بغیر میاں کیوں کے سنائے نہ چل پھر سکتا ہے اور نہ کھڑا ہو سکتا ہے لہذا وہ اس جرم کے ارتکاب سے معذور ہے۔ درخواست کنندہ کے وکیل نے عدالت کو مزید باور کرایا کہ ایف۔ آئی۔ آر کے مطابق جو کہ مقتول نے خود درج کر لی تھی بھی درخواست کنندہ اپنے بھائی قربان حسین کے ہمراہ چھوڑا سے کھائے اور ایک دو سڑے ملزم زنا کے قتل کے پیر میں چھری سے وار کیا اور پھر دونوں بھائیوں نے اسے مزید زخم لگائے۔

## زاہد الاشدری کا دورہ

## سکھر کو ٹرٹ

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الاشدری نے گذشتہ دنوں سکھر میں جمعیت کے صوبائی دفتر کا سفر کیا اور جمعیت کے صوبائی نائب امیر مولانا محمد خزانہ ناظم مالیات حاجی کراست اللہ اور خزانہ حاجی کشمیر سے تبلیغی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

آپ نے اس کے بعد کوڑے میں جمعیت علماء اسلام بلوچستان سکسیر مولانا عبدالواحد نائب امیر مولانا ابوبکر ناظم دفتری اور مولانا محمد یعقوب شرویدی اور ناظم مالیات حاجی نصیر الدین آنا سے ملاقات کی اور تبلیغی دفتری امور پر ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ جمعیت علماء اسلام

لاہور: ۲۲ جون - جمعیت علماء اسلام جمیل پور کے رکن مجلس حسین کو لاہور ہائی کورٹ نے ضمانت پر بری کر دیا جو کہ گذشتہ سال حافظ محمد احسان کے قتل کے سلسلے میں زیر حراست تھے۔ درخواست کنندہ پر ذاتی عناد کی وجہ سے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے اپنے بھائی قربان حسین اور زنا کے ساتھ مل کر قتل کیا ہے۔ اس سے پہلے ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی ان کی درخواست ضمانت مسترد کر چکے ہیں۔

ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ٹرٹ سٹرٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی رپورٹ کے مطابق جس میں انوں نے درخواست کنندہ کے عرصہ بائیس سال سے بائیس سال تک سے اسی

## بقیہ: ادارہ سیکر

کرتے ہوں۔ جنرل صاحب نے بار بار دھوکے لگانے میں لگا ہے کہ یہ ملک اپنی اساس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور اسلامی نظام کا نفاذ ہی اسے ترقی سے جھک کر سکتا ہے۔ لیکن ہمیں انسکس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک سال کا سروس گزر جاتے کے بعد جو عملی طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کی کوئی موثر کوشش نہیں کی گئی اور جنرل صاحب نے ۲۵ جون کو قوم سے اپنے نثری خطاب میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ تمام پریشان کن اور گھٹک تھے۔ اس تقریر سے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاہد جنرل صاحب موصوف نے اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر لیا ہے۔

گمراہی شیعائی اسلامی کانفرنس میں ایک مرتبہ پھر انہوں نے انہی خیالات کا اظہار کیا ہے اور پھر سے اسلامی نظام کے نفاذ اور نظریہ پاکستان کی بات پوری شدت سے کی ہے۔

لہذا جنرل صاحب سے ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ اب تقریریں، بیانات اور انٹرویو کی حدود کو پھیلاؤنگ کر عمل کے میدان میں آئیں اور اس فرض کو چکا دیں جو سب برس سے ملت اسلامیہ کی گردن پر چلا رہا ہے اور جس کے لیے پوری قوم نے بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔

ایشیائی اسلامی کانفرنس کی اپیل پر بڑھ کر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں شریعت نافذ کر دینا چاہیے تاکہ دیگر اسلامی ممالک کے لئے پاکستان ٹیپر کا کام دے سکے یہی دنیا پاکستان کو اسلام کا قلعہ تصور کرتی ہے اب اس قلعہ کو واقعی قلعہ بن جانا چاہیے۔

اس سے ایک تو ان ٹیک خواہشوں کی تکمیل ہوگی جو جناب جنرل صاحب کی ذات سے عالم اسلام نے وابستہ کر دی ہیں اور جن کا

اظہار کانفرنس کے مختلف محافل سے ہوئے مذہب میں کرتے رہے ہیں اور وہ اس فرض سے بھی غلامی ہوگی جس سے ہم اپنے تمام تر معمولات کے باوجود سبکے دوش نہیں ہو سکے۔

ہم دیگر اسلامی ممالک سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ بھی ایشیائی اسلامی کانفرنس کی اپیل کو پذیرائی بخشیں گے اور فوراً اسلامی ملکوں میں شریعت نافذ کرنے کے اقدامات کریں گے۔ خدا عمل کی توفیق دے۔

### بقیہ: نورانی صاحب انجام سوچ لیں

جناب عبدالستار خان نیازی کی اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے کہ کوئی نہیں پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ بلکہ سبھی کو نالہ بنایا جائے گا۔ نیازی صاحب نے اپنے چند روز پہلے کے اس بیان میں ہم سب مسلمانوں پر یہ "کہا تھا جس پر ہم نے سوچا تھا کہ شاید آپ لوگ کسی درجہ حقیقت پسند ہو چکے ہیں لیکن حزب الاحناف کے جلسہ میں آپ کی تقریر ایک کھلا چیلنج ہے ان لوگوں کے خلاف جسکا انگریز نمبر بگاڑ سکا۔ یہ صحیح ہے کہ آج اس دنیا میں شیخ الاسلام مولانا مافی، شیخ العنبر مولانا احمد علی اور امیر شریعت پیر بخاری جیسے افراد موجود ہیں لیکن آپ کو اپنے حریفوں کو ایسا کمزور نہ سمجھنا چاہیے اپنے جلسوں میں "مفتی محمود کے زوال کی نشانی" شاہ احمد نورانی جیسے معرے لگوانا بہت

آسان ہے لیکن انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وطن کی آزادی حاصل کرنے والوں کی معنوی مدد دینی اور دل دینے جب جہاد کی کارروائی شروع کی تو آپ اپنی ہی جہاد کی ہول آگ میں محسوس ہو کر رہ جائیں گے۔

غلط نہیں ہوگا اگر ہم اس مرحلہ پر ہمارے دارالعلوم دیوبند کے فرزندوں سے عرض کریں کہ اٹھو! وگرنہ حشر نہیں ہوگا کچھ بھی دور دراز ناز چال قیامت کی چل گیا اتحاد کی دشمن قوتیں اپنے ساز و سامان سے سین ہو کر طبل جنگ بجا چکی ہیں اس سے پہلے کہ وہ سادہ لوح عوام کی بھڑکوانے بھیجے لگا کر اس بد قسمت ملک کی قسمت سے نکلیں تم اپنے جذبہ ایمانی سے ان کی سازشوں اور شرارتوں کو پھیل دو۔

اور گو کہ ہم نے کسی بھی دور میں حکومتوں سے زیادہ توقعات وابستہ نہیں کیں لیکن ہم اپنا فرض سمجھتے ہوئے حکومت سے یہ کہیں گے کہ وہ خدا کی دھرتی پر اس کے نازل کردہ نبی کے لئے سر دھڑکی بازی لگانے والوں کے خلاف "تبرائی زبان" کا استعمال بند کرانے اور اعلیٰ حضرت کے حاشیہ نشینوں کو لگام دے کیونکہ "پاکستان است" کو ابھل اور شام بول کے غلط عنوانات سے یاد کرنے کا نتیجہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔

شیت کے گھر میں بیٹھ کے پیچھے چھپتے دیوار آہنی یہ حماقت تو دیکھئے!

### مدرسہ جامعہ عربیہ تعلیم القرآن السنہ مدنی مسجد

زیر سرپرستی: حافظہ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ ہمدن سالہ ۱۴۰۶ھ دس سال سے دینی، مذہبی، اصلاحی، تبلیغی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ کا بہترین انتظام ہے تقریباً ۱۰ طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ سے ملحق مدنی مسجد زیر تعمیر ہے۔ مدرسہ کی مزید توسیع کا پزیرا کام ہے۔ تمام دوستوں اور عزیز حضرات سے درخواست ہے کہ اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر عذرا عاجز رہیں۔

الداعی الخیرین محمد عبدالمجید آزاد خادم مدرسہ، مدنی مسجد، ماڈل ٹاؤن شرقی خانپور

## جمیعتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کو کالعدم قرار دے دیا گیا

پنجاب جمیعتہ کی نئی کنونینٹنگ کمیٹی کا اعلان کر دیا گیا۔

آئندہ صوبائی تربیتی اجتماع ۲۶-۲۷-۲۸ جولائی کو گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا

قائمہ طلباء میاں محمد عارف ۱۸ جولائی کو سندھ جمیعتہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس خطا فرمائیں گے

پورے ملک میں معاونت سازی کی مہم کا آغاز کر دیا گیا۔

۵۔ محمد ادریس	۶۔ طارق سعید	۷۔ حافظ محمد انور ندیم	۸۔ خضر حیات	۱۔ محسن جاوید شاہی	۲۔ فہیمہ سید	۳۔ صفیر چوہدری	۴۔ ملک خلیل احمد اعوان
۵۔ محمد ادریس	۶۔ طارق سعید	۷۔ حافظ محمد انور ندیم	۸۔ خضر حیات	۱۔ محسن جاوید شاہی	۲۔ فہیمہ سید	۳۔ صفیر چوہدری	۴۔ ملک خلیل احمد اعوان

جمیعتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی کنونینٹنگ کمیٹی کے اراکین نے درج ذیل پروگراموں کے مطابق پورے صوبہ کا سنگامی دورہ کرینگے۔ دورہ کرنے والے حضرات

صوبائی تنظیمی دورے:

اضلاع

بہاولپور ڈویژن

۱۔ ضلع بہار نگر ۱۷ جولائی ۱۹۷۸ء بروز پیر	۲۔ بہاولپور ۱۸ جولائی ۱۹۷۸ء شنبہ	۳۔ رحیم یار خان ۱۹ جولائی ۱۹۷۸ء جمعہ
--	----------------------------------	--------------------------------------

سرگودھا اور ملتان ڈویژن

۱۔ ضلع سرگودھا ۱۰ جولائی ۱۹۷۸ء	۲۔ جھنگ ۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء	۳۔ میانوالی ۱۳ جولائی ۱۹۷۸ء	۴۔ فیصل آباد ۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء	۵۔ ساہیوال ۱۵ جولائی ۱۹۷۸ء	۶۔ دہلوی ۱۶ جولائی ۱۹۷۸ء	۷۔ ملتان ۱۷ جولائی ۱۹۷۸ء	۸۔ ڈیوبانہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۸ء	۹۔ مظفر گڑھ ۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء
--------------------------------	-------------------------	-----------------------------	------------------------------	----------------------------	--------------------------	--------------------------	----------------------------	-----------------------------

۱۸ جولائی بروز جمعہ المبارک مرکزی دفتر جمیعتہ طلباء اسلام پاکستان میں قائمہ طلباء میاں محمد عارف کی زیر صدارت صوبہ پنجاب کی جمیعت کا ایک انتہائی اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کے نام درج ذیل ہیں:-

جناب عبدالرؤف ربانی جناب صفیر چوہدری جناب فہیمہ سید جناب محمد ادریس، جناب ملک خلیل احمد اعوان، جناب خضر حیات اور جناب طاہر چوہدری۔

اس اجلاس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ اجلاس کی پہلی نشست بعد از نماز جمعہ زیر صدارت میاں محمد عارف صدر جمیعتہ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوئی۔ اس میں قائمہ طلباء نے خطاب فرماتے ہوئے جماعت کی پالیسیوں اور موجودہ کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد صوبہ پنجاب کی جمیعت کی تنظیمی صورت حال پر بحث ہوئی اور باہم صلاح و مشورہ کے بعد مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف نے دستور کی دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ ۷ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے پنجاب کی موجودہ مجلس عاملہ کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس کے بعد پورے صوبہ میں جماعتی کام کو آگے بڑھانے کے لئے درج ذیل اراکین پر مشتمل ایک صوبائی کنونینٹنگ کمیٹی کا اعلان کیا گیا جس کے







## ضروری وضاحت

کرمی : تبصیر

۲۳ جون کے شمارے میں محمد اخلص عباسی کا مراسلہ "تنخواہ کے بارے وضاحت" نظر سے گذرا۔ موصوف نے دیدہ دانستہ طور پر جھوٹے الزام عائد کئے، ان کا ثبوت مغربی حقائق کی روشنی میں فزیم کر دیں گا۔ وہ جہاں چاہیں فزیم کرنے کو تیار ہوں۔

موصوف نے جو نکاحہ صرف اپنی سادہ کاری اور اتر باردوری پر پردہ پوشی کے لئے کی حالانکہ میں نے تنخواہ کا تقاضہ پبلک سلیج سے کیا تھا اور مارشل لا احکام سے اپنی داد رسی کی تھی جو میرا جائز حق تھا اور ہے۔ اس ضمن میں موصوف سے کچھ سوال پیش کرنے کی جسارت کرنا ہوں۔

بقول آپ کے جب میں خانیپور کا باشندہ ہی نہیں اور ارد گردی ٹاؤن میں میری رہائش تھی تو رہنما کارانہ حضرات پندرہ سو میل دور کیسے؟ مجھ پر جب میں نے یہ حضرات سر کی تو آپ کہاں تھے پھر مجھے نے مجھے یہ کیوں لکھا کہ آپ کی درخواست (Majid) کی گئی جس کی چھٹی جولاء ۶۲-۶۱ بجھی گئی جو چھ ماہ کے بعد موصول ہوئی پھر مجھ پر بلیک میلنگ کا الزام جو چھٹی جولاء ۶۳-۶۲-۶۱-۶۰ کیسا؟

میں مارشل لا احکام نون بی سے گذر کر دیں گا ایسے افراد کا قلع قمع کیا جائے جو مجھ جیسے شریف آدمیوں کو ملازمت کا جھانسہ دے کر ان کی عزت سے کھیلے ہیں۔

عثمان عتی عباسی

خانیپور ایوبیہ

## تنخواہ کے بارے میں وضاحت:

مورخہ ۲۳ جون ترجمان اسلام کی اشاعت میں محمد اخلص عباسی کا "تنخواہ کے بارے میں وضاحت" کے عنوان کا مراسلہ نظر سے گذرا۔ موصوف کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کراچی میں ایک دینی مدرسہ کے طالب علم ہونے کی حیثیت

سے جو من حُرّت جموٹ برے ایک مسلمان یزید نہیں دیتا اور یہ کارنامہ ہائے انہوں نے صرف اپنے والدین کو خوش کرنے کے لئے لکھے۔ عثمان عتی عباسی کا ان جھوٹے اور من گھڑت مواد سے کوئی تعلق نہیں۔ بقول ان کے سیدہ اورنگی ٹاؤن کراچی میں رہائش پذیر ہیں اور اپنی کی اسکیم پر انہوں نے رضا کارانہ خدمات پیش کی تھیں یہ بھی کوئی تبصیر کر سکتا ہے ایک کراچی کا باشندہ کو سول میل دور اپنی رضا کارانہ خدمات کیسے دے سکتا ہے؟ لہذا موصوف محمد اخلص عباسی اور عثمان عتی عباسی ایک ہی قضیے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر وہ دو یا تین سال کراچی رہے تو وہاں کے باشندے بن گئے، موصوف نے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں سوچا کہ ان کا کردار کیا ہے۔ دراصل موصوف جیساں

تشریف لائے تو انہوں نے اپنے والدین کو کچھ کی کوشش کی، چونکہ ان کے والدین سپر پارٹی رکن ہی نہیں بلکہ اپنے دور کے لیڈر بھی تصور ہوتے تھے جب انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ موصوف کی اس بات سے وہ بہیم ہو گئے اور گھر سے نکال دیا۔ اب کراچی سے وہ قلمی مشاغل کرتے ہیں اور نام خاص پور کا دیتے ہیں۔ ان کے یہ جھوٹ قیام بذت ہیں جس کا اہل علاقہ ثبوت فراہم کر سکتے ہیں۔

عثمان عتی عباسی بے لوث، محب وطن کن ہیں جنکی شہرت کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ پاک کشمیر سپر پارٹی راولپنڈی چھ انسرا کے دستخط

## مدرسہ عربیہ مظہر العلوم سور غندہ ضلع پشین

قیام ۶۱۹۰۱

مدرسہ عرصہ سات سال سے علاقہ پشین دینی۔ مدرسہ میں اسلامی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں حفظ ناظرہ سے دین نظامی تک مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ مدرسہ میں ۱۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں سے ۵۰ مقیم طلبہ کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ میں چھ محنتی قابل اساتذہ شب و روز طلبہ کی تربیت میں مشغول رہتے ہیں۔ مدرسہ سے ملٹی مل سکول ہے۔ اساتذہ نوزں جماعت تک مسلم شریعہ کر دیا گیا ہے جو کہ علاقہ سے حیات اور ناخواندگی کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔ اپیل: اہل نظر آخرت۔ زکوٰۃ عطیات صدقات سے مدرسہ کی مرفا کو ثواب دارین حاصل کریں۔

اللہ اعلم الخیر۔ (مولانا) سید داؤد اللہ، مہتمم مدرسہ پشین، سور غندہ، پشین

## مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن حلالی پٹیٹ پولی تحصیل و ضلع خضدار

بلوچستان

مدرسہ بلوچستان کے انتہائی پسماندہ۔ دور دراز پہاڑی علاقہ میں عرصہ دس سال سے تدریس۔ دینی تبلیغی اصلاحات سر انجام دے رہا ہے اور اب گذشتہ سال سے مدرسہ میں مزید تدریسی پروگرامیں توسیع کی گئی ہے حفظ و ناظرہ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ مدرسہ میں مسافر طلبہ کے رہائش و خوراک کا معقول انتظام ہے

مخیر حضرات اپنے صدقات۔ زکوٰۃ خیرات عطیات اعانت ذکار ثواب دارین حاصل کریں۔

عبدالرؤف بلنگل مہتمم مدرسہ پشین، نائیب امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل و ضلع خضدار بلوچستان



# مدرسہ عربیہ سراج العلوم

گیاوان قلات (بلوچستان)

مدرسہ ہذا عرصہ پانچ سال سے علاقہ میں دینی، تدریسی و اصلاحی خدمات سر انجام لے رہا ہے۔ مدرسہ میں انشی طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کی تربیت محنتی اور قابل اساتذہ کر رہے ہیں۔ پیشہ معیار کے رہائش و خوراک کا مدرسہ کفیل ہے۔

مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے لے کر درس نظامی تک تعلیم دی جاتی ہے۔

پیشہ معیار کے رہائش و خوراک کا مدرسہ کفیل ہے۔

الدیالی غیرہ (مولانا) حبیب اللہ مستم مدرسہ ہذا۔ زردچر، ضلع قلات (بلوچستان)

الطاف حسین سرکولیشن منیجر

مختلف اصلااح کے ذریعے پر ہیں۔ ادارہ

علاقہ کی قدیم و تاریخی درسگاہ

# مدرسہ عربیہ دار الفیوض زردچر منیجر ضلع قلات

بیادگار حضرت مولانا کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ قیام ۱۹۳۸ء

مدرسہ بلوچستان کے قدیم اور تاریخی درسگاہ ہے جو کہ اپنے اندر طریقہ تدریس میں اپنی ایک انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ اور درس نظامی تک کے شعبہ جات قائم ہیں اور اساتذہ انتہائی محنت اور لگن سے ان شعبہ جات میں طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ مدرسہ میں کل ۱۲۵ طلباء زیر تعلیم ہیں اور ۵۵ طلباء مقیم ہیں جن کے قیام طعام کا مدرسہ کفیل ہے علاقہ کے معروف عالم حضرت مولانا قاضی عبدالرحمن مستونگی اپنے مخصوص انداز سے پڑھاتے ہیں۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ بہتر ہزار روپے ہے۔

مدرسہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے علاقہ سے حجاب و ناخواندگی کے خلاف جہاد کیا ہے اور اسلامی نظام کے لئے ذہن سازی کی ہے۔ محیر حضرات اپنے عطیات، زکوٰۃ و خیرات سے مدرسہ کی امداد فرمائی۔

الدیالی غیرہ (مولانا) حبیب اللہ مستم مدرسہ ہذا۔ زردچر، ضلع قلات (بلوچستان)

# مدرسہ عربیہ اسلامیہ

کلی کور کی منیجر ضلع قلات بلوچستان

قیام ۱۹۶۰ء

مدرسہ نے آٹھ سال کے قلیل عرصہ میں قابل قدر دینی، تدریسی خدمات سر انجام دی ہیں۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے درس نظامی کے لئے تعلیم دی جاتی ہے۔ اور چار محنتی اساتذہ اپنی خاص توجہ سے طلباء کو پڑھاتے ہیں۔

مدرسہ میں ۱۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ چالیس مسافر طلباء مدرسہ میں مقیم ہیں جن کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہے۔

مدرسہ پہاڑوں کے امن و انتہائی پسماندہ جگہ اور دشوار گزار مقام پر واقع ہے۔ معاشی تکالیف کے باعث کئی منصوبے التوا میں پڑے ہیں۔ محیر حضرات اپنے عطیات - خیرات - زکوٰۃ سے مدرسہ کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں

حاجی عبدالستار مستم مدرسہ ہذا، کلی کور کی منیجر ضلع قلات بلوچستان